MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

تھے مگر یہ حقوق موجودہ بزرگ خاندان کو نہیں دئے گئے کیونکہ ۱۸۹۹ء میں اس کی اپنی درخواست پر مان لیا گیا تھا کہ یہ اپنی جائداد کا انتظام نہیں کرسکتا اور وہ اس وجہ سے کورٹ آف وارڈز کے انتظام میں کردی گئی۔ گورو نے ایک لاکھ روپیہ قرضہ لیکر اس مقدمہ میں لگایا جو اس نے اپنے بھائی قبول سنگھ پر کیا تھا اور اب کورٹ آف وارڈز کے انتظام سے نہ صرف یہ اور دوسرے قرضے بالکل صاف ہوگئے ہیں بلکہ جائداد میں اتنی ترقی ہوئی ہے کہ اس کی آمدنی اب ۵۰۰۰۰ روپیہ سالانہ سے زیادہ ہوگئی ہے۔ اس خاندان کے قبضے میں تحصیل مکتسر کے ۹ مواضعات کی قریباً ۲۴۰۰۰ ایکڑ اراضی ہے۔ گورو کی پہلی عورت کا ایک ہی لڑکا پندرہ سال کی عمر میں فوت ہوگیا جس پر اس نے امرتسر کے ایک کھتری کی لڑکی سے دوسری شادی کی جس سے کئی لڑکے ہوئے۔ گورو پراونشل درباری ہے۔ اور اس کے سب سے بڑے پس ماندہ لڑکے جسونت سنگھ کی منگنی مرحوم بابا سرکھیم سنگھ بیدی کے۔سی۔آئی۔ای کی ایک لڑکی سے ہوئی ہے ؛

گورو نے اپنے بھائی اوتار سنگھ کو اراضیات آبادی کے علاوہ ساری جائداد کا نصف حصہ اس کی حین حیات کے لئے دیا اور دونوں بھائیوں نے مل کر ایک گاؤں اپنی بہن کے لڑکے ہیرا سنگھ کو نسلاً بعد نسل دیا ہوا ہے ؛

گورو بشن سنگھ خاندان کا سرگردہ ہونے کی حیثیت سے ایک متبرک پوتھی اور مالا کا جو درحقیقت سری گورو نانک جی کی ہیں محافظ ہے۔ یہ دونوں بڑی توقیر کی چیزیں ہیں جن کی زیارت کے لئے لوگ دور دراز سے آتے ہیں ؛

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

GSL

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد حکومت کے دوران میں اس خاندان کا مذہبی رسوخ بہت زیادہ رہا اور بہت سے سوڈھیان ہرسہائی دربار لاہور کے ملازم تھے اور جب کبھی سرحد کی کسی لڑائی کے موقع پر فوج کے سپاہیوں کو اعلیٰ درجے کی دلیری دلانی ہوتی تھی یہ فوج کے ہمراہ جایا کرتے تھے۔ ایسے سفر کرنے میں ان کو مغربی پنجاب کے بکھرے ہوئے خاندانوں میں سے بہت سے آدمیوں کو اپنا چیلہ بنا لینے کا موقع مل گیا اور بہت تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ نہ صرف ان کے علاقے کے قریب کے بہت سے سکھ ان کی تعظیم و تکریم کرتے تھے بلکہ راولپنڈی۔ پشاور۔ کوہاٹ اور ڈیرہ جات والے ان کو مانتے تھے۔ ۱۸۶۹ء میں گورو گلاب سنگھ کی وفات پر اسکے جانشین فتح سنگھ کے نام خاندانی جاگیر کا صرف دو تہائی حصہ اسکی حین حیات کے لئے رہنے دیا گیا۔ بدقسمتی سے یہ اپنے ہی لڑکوں کے ساتھ جھگڑوں میں مبتلا ہو گیا اور اس کے وقت میں خاندان کا بہت سا اقتدار کم ہو گیا۔ مزید براں اس کی اپنے سب سے بڑے لڑکے بشن سنگھ سے بھی بگڑی ہوئی تھی جس کے ساتھ عداوت ظاہر کرنے کی خاطر اس نے اپنی جائداد اور گدی اپنے چھوٹے بیٹے قبول سنگھ کے نام کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مقدمہ شروع ہو گیا جس میں گورو بشن سنگھ کامیاب ہوا مگر مقدمہ بازی کے خرچ کی وجہ سے جائداد زیر بار ہو گئی۔ ۱۸۷۹ء میں فتح سنگھ کی وفات پر خاندان کی جاگیر عارضی طور پر ضبط کر لی گئی اور ۱۸۸۵ء میں گورنمنٹ عالیہ کی سند کے رو سے گورو بشن سنگھ کو پھر عطا کی گئی۔

گورو گلاب سنگھ اور فتح سنگھ دونوں کو اپنی اپنی جاگیروں کے حدود کے اندر عمل میں لانے کے لئے مجسٹریٹی اختیارات ملے ہوئے

CSL

ہوا اور اب ایچیسن کالج لاہور میں تعلیم پا رہا ہے۔ اس کی منگنی سر امیرالدین خاں نواب لوہارو کی ایک لڑکی سے ہوئی ہے +

نوعمر نواب کی لمبی نابالغی کی وجہ سے جاگیر میں جو دوسری دفعہ کورٹ آف وارڈز کے انتظام میں آئی ہے بہت سی ترقی ہوگئی ہے۔ مرحوم نواب کے ۳۵،۶۴۷ روپیہ کے قرضے بالکل صاف ہوگئے ہیں اور ۸۰،۵۰۰ روپیہ کے پرامیسری نوٹ خرید لئے گئے ہیں علاوہ ازیں ریاست کے لئے بہت سی مفید عمارات تعمیر کرائی گئی ہیں اور زمینیں خرید کر ایزادی کی گئی ہے +

جاگیر کے نئے دارالخلافہ جلال آباد کا اب ریلوے سٹیشن ہے جو نارتھ ویسٹرن ریلوے کی شاخ مکلیوڈ گنج پر ہے اور اس طرح سے دارالخلافہ مذکور کا جو اب سرعت کے ساتھ تجارتی شہر ہوتا جاتا ہے کراچی سے براہ راست تعلق ہوگیا ہے +

جمال الدین خاں کے لڑکے خان بہادر خاں اور محمد خاں اپنی حین حیات میں علے الترتیب ۶۰۰ اور ۴۸۰ روپیہ سالانہ کے وظیفے لیتے رہے۔ اور اب بھی وظیفے ان کی بیوگان کے نام جاری ہیں خان بہادر خاں کا سب سے بڑا لڑکا شاہنواز خاں نظام حیدرآباد کے کریمنل انوسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہے +

نوعمر نواب سن بلوغ کو پہنچ کر ضلع فیروزپور کی سب سے پہلی درباری کرسی حاصل کریگا +

وراثت کے قواعد خلعت اکبری کے مطابق جلال الدین کی نرینہ اولاد میں سے جانشین ہوا کرے۔ جلال الدین کو نواب کا خطاب بھی عطا کیا گیا جس کی نسبت یہ قرار پایا کہ باقاعدہ جانشینی کے موقع پر بڑے لڑکے کو ملتا رہیگا اور اسے ممدوٹ واپس آکر رہنے کی اجازت بھی مل گئی۔ ۱۸۶۸ء میں اسے مجسٹریٹی اختیارات دیئے گئے۔ ۱۸۷۵ء میں اس کا انتقال ہوا اسکی جگہ اس کا بیٹا نظام الدین خاں جانشین ہوا جس کی نابالغی کے زمانے میں جاگیر کا انتظام کورٹ آف وارڈز کی حیثیت میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر فیروزپور کے سپرد رہا۔ آبپاشی کے لئے ضروری انہار کے اجرا سے ریاست کی آمدنی کے ذرائع بہت بڑھ گئے جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ سالانہ آمدنی ۵۲۰۰۰ روپیہ سالانہ سے بڑھکر ۱،۳۰،۰۰۰ روپیہ سالانہ ہوگئی۔ موجودہ قصبۂ جلال آباد ایسے موقع پر جس کی آب وہوا صحت بخش ہے اور جو پرانے دار الخلافہ ممدوٹ سے جس کا کچھ حصہ دریا برد ہوگیا تھا قریباً بیس میل دور ہے آباد کیا گیا۔ اور اس کا یہ نام جلال الدین کے نام پر رکھا گیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جاگیر بڑی زرریز حالت میں نواب کے حوالے کی گئی تھی مگر ۱۸۸۳ء کے بعد جب کہ نواب سن بلوغ کو پہنچا اس کی حالت بہت اچھی نہ رہی اور نواب قرضدار ہوگیا۔ ۱۸۸۸ء میں ملکہ معظمہ آنجہانی کی طرف سے اسے پنجاب کے دوسرے رسالہ کا لفٹنٹ بنایا گیا۔ اسے گھوڑوں کی نسل بڑھانے کا بڑا شوق تھا جس کے لئے حضور وائسرائے بالقابہ نے اپنے دست مبارک سے اسے ایک خاص ڈپلومہ عنایت کیا۔ اس کا بڑی قرضداری کی حالت میں ۱۸۹۱ء میں انتقال ہوا اور اس کا معصوم لڑکا غلام قطب الدین خاں موجودہ نواب جانشین ہوا جو ۱۸۸۹ء میں پیدا

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

ظالم رئیس کے خلاف یک زبان ہو کر ایسی شکایتیں کیں کہ سرکار کو دخل دینا ہی پڑا چنانچہ ۱۸۵۵ء میں ان الزامات کی نسبت جو نواب پر لگائے گئے تھے تحقیقات کی گئی اور ان کے سچے ثابت ہونے پر نواب کے اختیارات چھین لئے گئے اور اس کا علاقہ فیروزپور کے علاقے کے ساتھ ملحق کر دیا گیا۔ نواب کی پنشن مقرر کر دی گئی اور وہ ۱۸۶۱ء تک لاہور میں سکونت پذیر رہا اس کے بعد وہ ماچھی واڑہ ضلع فیروزپور میں جا بسا جہاں ۱۸۶۳ء میں مرض سکتہ سے فوت ہو گیا ۔

پھر یہ سوال پیش ہوا کہ اس کے بعد مسند نشین کون ہو جمال الدین خاں کا کوئی بیٹا یا اس کا بھائی جلال الدین؟ اپنے بھائی کی بدنظمی میں جلال الدین کا جو شجاع اور ذکی تھا اور کئی لڑائیوں میں خوب داد شجاعت دے چکا تھا کوئی تعلق نہ تھا۔ ۱۸۴۵ء میں گو یہ سرکار انگریزی کے خلاف رہا تھا مگر ۱۸۴۹ء میں جنگ ملتان کے موقع پر اس نے جنرل لیک صاحب بہادر کے اور بعد ازاں لمسڈن صاحب بہادر کے ماتحت اچھی خدمات کی تھیں جن کی وجہ سے اس وقت اس کی وفاداری بخوبی ثابت ہو چکی تھی۔ علاوہ ازیں غدر ۱۸۵۷ء میں اس نے سرکار سے بہت اچھا برتاؤ کیا تھا اور فیروزپور سے بہاولپور تک اونٹوں کی ایک ڈاک بٹھائی تھی جس کے سبب سے حکام نے اس وقت اس کے برتاؤ کی بہت تعریف کی تھی ۔

ان جملہ خدمات کا خیال کر کے ۱۸۶۴ء میں حضور گورنر جنرل بہادر نے باجلاس کونسل مرحوم نواب کے بھائی جلال الدین کو ممدوٹ کا رئیس قرار دیا اور جمال الدین کے بیٹوں کو محروم کر کے یہ حکم دیا کہ

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

انگریزی سے اچھا برتاؤ کیا جسکے صلے میں جمال الدین کو نواب کا خطاب عطا ہوا اور سو سواروں کے دینے کی بجائے یہ حکم ہوا کہ لڑائی کے وقت ستر اور امن کے زمانے میں ساٹھ سوار دیا کرے ؛

ایک شریر النفس اور بدکردار شخص کو اختیارات مطلق العنان دینے سے جو خطرہ پیدا ہو جایا کرتا ہے اس کی مثال جمال الدین خاں کی ذات تھی۔ سکھوں کے عہد میں اس کے ظلم وستم مشہور خاص و عام تھے مگر انگریزی عہد میں جتنے اس کے اختیارات بڑھے اسی نسبت سے اسکے مظالم میں ترقی ہو گئی۔ اس کا طریقۂ تحصیل محاصل لوٹ کھسوٹ مار دھاڑ اور تعدّی تھا۔ ڈوگروں سے اس کو خاص نفرت تھی کیونکہ ان کی مدد سے اس کا باپ ملک سے نکالا گیا تھا لیکن کیا ہندو کیا مسلمان سب ہی اسکے تشدّد سے نالاں تھے۔ اس کی زیر حمایت میں چوری اور رہزنی کو اس قدر تقویت ہوئی کہ اس کے چوروں کے گروہوں سے جو اپنے آقا کے ساتھ مال غنیمت کا حصہ بانٹ لیا کرتے تھے رعایائے سرکار انگریزی کا مال بھی محفوظ نہ رہا آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ ممدوٹ کے سب متموّل اور شریف آدمی اپنا وطن چھوڑ گئے۔ ایک زمانے میں یہ علاقہ بڑا زرخیز اور آباد تھا۔ اس میں کنوؤں کے علاوہ بہت سی نہریں آبپاشی کے لئے تھیں مگر اس وقت یہ سب ویران ہو گئے۔ قصبے اُجاڑ ہو گئے اور مزروعہ اراضیات پھر جنگل بننی شروع ہو گئیں ؛

آخر کار جزا کا وقت آ گیا۔ سرکار انگریزی نے اپنی مشہور پالسی کے مطابق ریاست کے اندرونی انتظامات میں ایک مُدت سے دخل دینا چھوڑ دیا تھا مگر معاملے ہی ایسے آن کر پڑے اور رعایا نے اپنے

اُسے حکماً لاہور واپس کرلیا +

رئیسانِ ممدوٹ کو کبھی اختیارات نہیں دئے گئے وہ سلطنتِ لاہور کے باجگذار جاگیردار ہی رہے ہیں۔ یہ لوگ لاہور ہی میں اپیلیں کیا کرتے تھے اور ان رؤسا پر بہت سے جرمانوں کی مسلیں ابھی تک موجود ہیں سنہ ۱۸۴۳ء میں قطب الدین خاں پر ۱۲۵۰۰ روپیہ اس واسطے جرمانہ ہوا کہ اسکے اغماض سے لاہور کے علاقے سے مویشی چرائے گئے تھے جن میں سے اس نے بھی حصہ لیا تھا۔ سنہ ۱۸۴۴ء میں جمال الدین خاں پر ۱۱۰۰ روپیہ صوبہ رائے کے قتل کے جرم میں جرمانہ ہوا جو ممدوٹ میں سرکار لاہور کی طرف سے اخبار نویس تھا اور جس سے رئیس ممدوٹ اس واسطے ناراض ہوا تھا کہ یہ اسکے علاقے کی بدنظمی کی خبریں سرکار کو دیا کرتا تھا +

سنہ ۱۸۴۵ء میں ستلج کی لڑائی سے پہلے جمال الدین خاں سے کہدیا گیا تھا کہ اگر وہ سرکار انگریزی کی طرف رہا تو اُس کا علاقہ مستقل طور پر اُسی کے قبضے میں رہیگا اس پر بھی وہ مدکی اور فیروزشاہ کی لڑائیوں میں انگریزوں کے خلاف لڑا اور آخر الذکر لڑائی میں اُس کا چچیرا بھائی فتح الدین خاں مارا گیا صرف مہم کے خاتمہ پر جبکہ اُس کو یہ معلوم ہوا کہ فتح انجام کار انگریزوں ہی کے ہاتھ رہیگی تو وہ سکھوں سے پھر گیا اور اُس موقع پر جبکہ سکھوں کی فوج مقیم فیروزپور نے سرجان لٹل صاحب بہادر کو دھمکی دی تھی اس کی خفیف سی امداد کی۔ اس خدمت کے صلے میں جمال الدین خاں کو سرکار انگریزی نے اختیارات حکمرانی عطا کئے اور اُس کا ملک اُسے مستقل طور پر دیدیا۔ سنہ ۱۸۴۸ء میں جمال الدین کی فوج نے اُس کے بھائی جلال الدین خاں کے ماتحت ملتان میں سرکار

وہاں کے لوگوں پر کچھ اپنا سکّہ نہ جما سکا اور قطب الدین سنہ ۱۸۱۰ء تک حکومت سنبھالے رہا جبکہ پھر مہاراجہ ایک جری فوج لیکر نمودار ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مہینے کی لڑائی کے بعد قطب الدین مغلوب ہو گیا۔ اور ستلج کے پار اپنے علاقۂ ممدوٹ میں چلے جانے اور وہاں ایک سو سوار خدمت کو دینے کی شرط پر جاگیردار کی حیثیت سے قابض رہنے پر راضی ہو گیا۔ قطب الدین اور اُس کے بھائی نے ممدوٹ کا علاقہ سنہ ۱۸۰۰ء میں رائیکوٹ کے راے سے بہ اعانت ڈوگران جو اس ضلع کی شورشی مسلمان قوم ہیں فتح کیا تھا۔ رنجیت سنگھ نے اُتنے ہی سواروں کی شرط پر جتنے ممدوٹ کی جاگیر کے عوض میں تھے فتح الدین خاں کو ماروپ علاقہ گوگیرہ میں ایک جاگیر دی مگر فتح الدین خاں اس سے خوش نہیں تھا اور مہاراجہ کی خدمت میں ہمیشہ درخواست کیا کرتا تھا کہ اسے ممدوٹ دیا جاے جس پر اس کا حق ہے ؞

آخر کار فتح الدین خاں مہاراجہ کے اغماض سے سنہ ۱۸۳۱ء میں ستلج پار ہوا اور اپنے چچا قطب الدین پر حملہ کیا جبکہ اسکی فوج موجود نہ تھی۔ ڈوگرے جو ہمیشہ انقلاب کے خواہشمند رہتے تھے اسکے ساتھ شامل ہو گئے اور قطب الدین خاں کو شکست ہو گئی وہ سخت زخمی ہوا اور علاقے سے بھگا دیا گیا اور آخر کار جلدی ہی امرتسر میں فوت ہو گیا۔ اب رنجیت سنگھ نے دوسری طرف مداخلت کرنی مناسب سمجھی اس نے فتح الدین کو واپس بلالیا اور قطب الدین کے لڑکے جمال الدین خاں کو اپنے باپ کے مقبوضات پر قابض کر دیا۔ فتح الدین نے پھر ایک دفعہ اپنی قسمت آزمائی چاہی مگر برٹش ایجنٹ نے مداخلت کی اور مہاراجہ نے

گئے مگر انجام کار بھنگی مسل نے زیر تحت سردار گلاب سنگھ کُل علاقہ قصور کو تاخت وتاراج کرکے زیر کر لیا اور نظام الدین خاں اور قطب الدین خاں دونوں بھائیوں نے فتح یاب سردار کی نوکری کر لی - یہ دونوں نوجوان اولوالعزم اور بہادر تھے چنانچہ انہوں نے ۱۷۹۴ء میں اپنے ہم وطن پٹھانوں کی امداد سے قصور میں سے سکھوں کو بالکل نکال دیا اور اپنی ریاست قائم کر لی - لیکن یہ بھی چین سے نہ رہنے پائے کیونکہ سردار گلاب سنگھ اپنے ہاتھ سے گئے ہوئے علاقے کی بازیافت کے واسطے متواتر کوششیں کرتا رہا اور بعد ازاں رنجیت سنگھ نے جو اس وقت نوجوان ہی تھا ان دونوں بھائیوں پر کئی حملے کئے مگر کچھ کامیابی نہ ہوئی *

سنہ ۱۸۰۰ء میں جب رنجیت سنگھ نے لاہور پر قبضہ کر لیا تو نظام الدین خاں نے اس کے دشمنوں کے ساتھ بڑی مستعدی سے سازش کی اور دوسرے سال جبکہ قصور پر بہت زور شور سے حملہ ہوا تو گو نظام الدین نے رنجیت سنگھ کو خراج دینا منظور کر لیا مگر شہر فتح نہ ہونے دیا - سنہ ۱۸۰۲ء میں نظام الدین خاں کو اس کے تین سالوں واصل خاں - حاجی خاں اور نجیب خاں نے جن کی جاگیرات اُس نے چھین لی تھیں قتل کر ڈالا - قطب الدین خاں کو عموماً اس قتل میں سازش رکھنے کا ملزم قرار دیا جاتا ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُس وقت قصور میں موجود نہ تھا اور جب واپس آیا تو اُس نے اعظم خاں کے قلعے پر جہاں قاتل جا بیٹھے تھے حملہ کر کے اپنا قبضہ کر لیا اور واصل خاں اور نجیب خاں کو مروا ڈالا اور تیسرا شخص حاجی خاں دکھن کی طرف بھاگ گیا *

اسی سال کے اختتام پر رنجیت سنگھ نے قصور پر پھر حملہ کیا مگر

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA
CSL

نواب غلام قطب الدین خاں آف ممدوٹ

Nawab Ghulam Kutab-ud-din Khan of Mamdot

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

ضلع فیروز پور

نوّاب غلام قطب الدّین خاں رئیس ممدوٹ

سلطان خاں

- (۱) موج الدّین خاں
  - (۱) نظام الدین خاں
    - (۱) فتح دین خاں
    - کالے خاں
  - (۲) قطب الدین خاں
    - (۱) کالے خاں
    - (۲) جمال الدّین خاں (وفات ۱۸۶۳ء)
      - (۱) خان بہادر خاں (وفات ۱۸۸۹ء)
        - (۱) شاہ نواز خاں (ولادت ۱۸۵۳ء)
          - قطب الدین خاں (ولادت ۱۹۰۶ء)
        - (۲) اکبر خاں (ولادت ۱۸۵۶ء)
        - (۳) فتح دین خاں (ولادت ۱۸۵۸ء)
      - (۲) محمد خاں (وفات ۱۸۶۳ء)
    - (۳) جلال الدین خاں (وفات ۱۸۷۵ء)
      - نظام الدین خاں (وفات ۱۸۹۱ء)
        - (۴) موج الدین خاں (ولادت ۱۸۸۸ء)
        - نواب غلام قطب الدین خاں (ولادت ۱۸۸۹ء)
- (۲) محمد خاں

قصور کے قدیم شہر میں جو لاہور سے قریباً بیس میل جنوب کی طرف ہے ۱۵۶۰ء میں شہنشاہ اکبر کی اجازت سے قریباً ۳۵۰۰ پٹھان آباد ہوئے۔ ان پٹھانوں میں روسائے ممدوٹ کے بزرگ بھی تھے جو حسن زئی قوم کے تھے اور قندھار سے آئے تھے۔ سلطنت مغلیہ کے زوال تک یہ قصور ہی میں آباد رہے اور اپنی رغبت اور ضرورت کے موافق جیسا موقع دیکھا کبھی سپاہ گری کرتے اور کبھی تجارت۔ جب سکھوں کو عروج ہوا تو اس بستی کے پٹھانوں نے ان سے خوب مقابلے

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
ضلع کتب خانہ

GSL

کے سپرد کی گئیں تاکہ وہ ہاڈسن صاحب کو اینٹیلجنس ڈیپارٹمنٹ کے ترتیب دینے اور چلانے میں امداد دے چنانچہ وہ اس اہم فرض کی انجام دہی میں کامیاب ہوا اور اُسے دہلی کے محاصرہ کی خدمات کے صلے میں ۱۰۰۰۰ روپیہ انعام ملا*

مولوی کو ۱۸۴۶ء میں خان بہادر کا اور ۱۸۵۸ء میں ارسطو جاہ کا خطاب عطا ہوا۔ اس کا انتقال ۱۸۶۹ء میں ہوا جس کا اس کے تمام جاننے والوں کو رنج ہوا*

۲۶۹۶ روپیہ کی مالیت کی جاگیر میں سے نصف مولوی مرحوم کے دو لڑکوں کے لئے جاری رکھی گئی ہے۔ بڑا بیٹا مولوی سید شریف حسن وائسریگل درباری ذیلدار اور جگراؤں کی میونسپل کمیٹی کا جہاں وہ رہتا تھا ممبر تھا۔ وہ قریباً گیارہ سو بیگھہ زمین واقع تحصیل جگراؤں کی آمدنی جو ۲۵۰۰ روپیہ سالانہ تھی اپنے بھائی کے ساتھ تقسیم کر لیتا تھا۔ رجب علی کے ہر ایک لڑکے کو سو روپیہ ماہوار وظیفہ مہاراجہ پٹیالہ سے اُنکے باپ کی دوستی کی وجہ سے ملا کرتا تھا مگر اب بند ہو گیا ہے۔ شریف حسن اپنے باپ کی زندگی میں چند سالوں کے لئے گورنمنٹ کی ملازمت میں لاہور میں ناظر اور راجپوتانہ ایجنسی میں نائب میر منشی رہا۔ اس کا انتقال ۱۸۹۵ء میں ہوا اور اس کا چھوٹا بھائی مولوی سید شریف حسین اب خاندان کا سرگروہ شمار کیا جاتا ہے۔ اس کو مطالعہ کی بہت عادت ہے اور فارسی اور عربی ادب پر بڑا عبور رکھتا ہے*

مرحوم مولوی سید شریف حسن کا بڑا بیٹا عباس حسین ضلع فیروزپور میں تحصیلدار ہے۔ اور اس خاندان میں اب کوئی درباری نہیں*

CSL

صاحب قلم ہے مگر تلوار کی چمک سے بھی ڈرنے والا نہیں ہے۔ ۱۸۴۶ء میں
جب لاہور میں گاؤکشی پر بلوہ ہوا تو اس نے کمال اطمینان خاطر و شجاعت
سے کام کیا۔" صاحبان ایف کرسی۔ جارج کلارک۔ ہلول۔ بارنس۔
منٹگمری اور ٹمپل نے بھی جو مولوی رجب علی کو اچھی طرح جانتے تھے
اور جن کو اس کے اطوار دیکھنے کا بہت موقع ملا اس رائے کی تائید
کی ہے۔ ۱۸۵۳ء میں جب سر ہنری لارنس نے اس کی موضع علی گڑھ
کی جاگیر کو علے الدوام کر دینے کی سفارش کی تو اس طرح سے لکھا کہ:-
"لاہور میں بلوے کے وقت میں نہیں جانتا کہ ہم رجب علی کے بغیر
کیا کرتے۔ اس وقت سے یہ مجھے تمام پولیٹکل انتظامات اور عہد پیمان
کرنے میں بڑی امداد دیتا رہا"۔

۱۸۵۳ء میں سر ہنری لارنس نے رجب علی کی خدمات کا صلہ
دلانے کی جو کوشش کی تھی وہ آخر کار ۱۸۶۵ء میں لارڈ لارنس
وائسرائے ہند نے عطا کیا یعنی اسے موضع علی گڑھ اور دونوں تلونڈیوں
میں جو تحصیل جگراؤں ضلع لدھیانہ میں واقع ہیں ۲۶۹۶ روپیہ سالانہ
کی جاگیر اُن بیش قیمت خدمات کے صلے میں ملی جو اُس نے ۱۸۵۷ء
کے محاصرہ دہلی میں کیں اور نیز اُن خدمات کے عوض جو اُس نے اُس وقت
انجام دیں جبکہ فرمانروائے پنجاب کے مابین اس باب میں عہد و پیمان
ہو رہے تھے کہ سرکاری فوج کو افغانستان کی مہموں میں جن کے
باعث پنجاب سرکار انگریزی کے علاقے کے ساتھ الحاق ہوا شامل
ہونے کے لئے سکھ سرحد سے گزرنے کی اجازت مل جائے۔ ایام غدر
میں مولوی رجب علی کی خدمات کو ارٹر ماسٹر جنرل مقیم بیرون شہر دہلی

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

نے ان مقبوضات میں اضافہ کر دیا اور یہ خاندان کئی پشتوں تک پنج گرائیں نزد بٹالہ میں رہا کیا۔ محمد شاہ کے عہد حکومت میں سید محمد جعفر کو ضلع لدھیانہ کے ۱۲ مواضعات میں استمراری حقوق عطا کئے گئے جن میں سے ایک یعنی تلونڈی ابھی تک خاندان کے قبضے میں ہے۔ گزشتہ صدی کے شروع تک اس خاندان کو ترقی ہوتی گئی جبکہ دیوان مول چند نے جو جالندھر میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کا نائب تھا جاگیر ضبط کر لی اور اسکے قابضوں کو مفلس کر دیا۔

اس خاندان کا اقتدار پھر مولوی رجب علی کے زمانے میں قائم ہوا۔ ۱۸۲۶ء میں اس نے اٹھارہ برس کی عمر میں دہلی کالج سے جو اس وقت شمالی ہندوستان میں بہترین درسگاہ تھا فارسی مضمون لکھنے کا انعام حاصل کیا اور پھر زیادہ عرصہ گزرنے نہ پایا تھا کہ اُسے انبالہ کے پولیٹیکل ایجنٹ کے دفتر میں ایک چھوٹا عہدہ مل گیا۔ وہاں وہ فوراً ترقی کر کے اعلےٰ سررشتہ دار (ہیڈ ریڈر) ہو گیا اور اسی حیثیت میں مسٹر رابنس صاحب بہادر کے ماتحت ۱۸۳۹ء میں لدھیانہ بھیج دیا گیا۔ بعد ازاں ہر دو لارنس صاحبان کے ہمراہ وہ لاہور آیا اور بہت جلد پنجاب کے رؤسا اور شرفا میں جن سے اس کو سابقہ پڑا رسوخ پیدا کر لیا۔ سر ہربرٹ ایڈورڈ صاحب مرحوم اس کی بڑی قدر و منزلت کیا کرتے تھے اور انہوں نے ۱۸۴۸ء میں اس کی نسبت یہ تحریر کیا کہ "میں پالیسی کے معاملات میں اس کی رائے کو قابل قدر سمجھتا ہوں اور نیز سر ہنری لارنس کے خیال میں یہ شخص نہایت راست کی خبروں کا بڑا قابل اعتبار امین ثابت ہو چکا ہے۔ میں اس بات کو بھی تصدیق کرتا ہوں کہ مولوی اگرچہ

مولوی سیّد شریف حسین رئیس جگراؤں

- سلطان محمد
  - سید علی بخش
    - خان بہادر مولوی سید رجب علی (وفات ۱۸۶۹ء)
      - ۱. شریف حسن (وفات ۱۸۹۵ء)
        - ۱. عباس حسین (ولادت ۱۸۶۳ء)
          - ۱. احمد (ولادت ۱۸۸۴ء)
          - ۲. شریف علی (وفات ۱۸۹۱ء)
          - ۳. شریف علی ثانی (ولادت ۱۸۹۲ء)
        - ۲. علی اکبر (ولادت ۱۸۶۴ء)
          - مہدی حسن (ولادت ۱۹۰۳ء)
        - ۳. محمد محسن (ولادت ۱۸۸۴ء)
          - محمد تقی (ولادت ۱۹۰۵ء)
      - ۲. مولوی سیّد شریف حسین (ولادت ۱۸۳۶ء)
        - ۱. مصطفےٰ احسن (ولادت ۱۸۶۹ء)
          - ۱. شریف محمد (ولادت ۱۸۹۵ء)
          - ۲. ابوتراب (وفات ۱۹۰۲ء)
          - ۳. زین العابدین (ولادت ۱۸۹۶ء)
          - ۴. آغا حسین (ولادت ۱۸۹۹ء)
          - ۵. آغا علی (ولادت ۱۹۰۲ء)
          - ۶. مجتبےٰ حسین (ولادت ۱۹۰۴ء)
        - ۲. مرتضےٰ احسین (ولادت ۱۸۷۸ء)

سید شریف حسین مولوی سیّد رجب علی کا بیٹا ہے جو اُن بہت سے بزرگواروں میں سے نہایت قابل آدمی تھا جنھوں نے لاہور کی بورڈ آف ایڈمنسٹریشن کے وقت سرکار کی خدمات کیں۔ یہ خاندان بلاشبہ پُرانا اور بڑا معتبر خاندان ہے۔ ان کا بزرگ بڑا مشہور و معروف عارف سید محمود تھا جو سنہ ۱۵۰۲ء میں اپنا وطن ملتان چھوڑ کر سکندر لودھی والیِ دہلی کے پاس آگیا۔ پچاس برس بعد اکبر کے زمانے میں سید مذکور کو بٹالہ ضلع گورداسپور کے قریب ۵۰۰ بیگھہ زمین بطور جاگیر ملی شہنشاہِ جہانگیر

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSI

نامی لکھی۔ مزید براں اس نے جنگ افغانستان کے دوران میں باربرداری اور رسد رسانی سے سرکار کی امداد کی اور بعد ازاں جبکہ سرکاری فوج لڑائی کے لئے ستلج پر جمع ہوئی تو اس کا بیٹا گورکھ سنگھ چار مسلح جوانوں کے ساتھ اس میں شامل ہوا اِن اور اُن خدمات کے عوض جو اس نے ۱۸۵۷ء میں کیں گورنمنٹ نے آدھا معاوضۂ خدمات معاف کر دیا۔ گورکھ سنگھ کا سب سے اچھا کام غالباً یہ تھا کہ اس نے اپنے گاؤں میں ایک سکول کھولا جسکے عوض میں اسے باقاعدہ طور پر خلعت اور سند ملی ٭

موجودہ سردار ہرنام سنگھ بشن سنگھ کا لڑکا ہے۔ خاندان کی ساری جاگیر ۷،۱۱۱ روپیہ سالانہ کی مالیت کی ہے اور اس میں سے ہرنام سنگھ کا حصّہ قریباً ۱،۷۰۰ روپیہ ہے۔ نابھہ میں ایک گاؤں اس کی ملکیت ہے جہاں سے یہ اپنا حق جنس میں لیتا ہے۔ اس کا نام پراونشل درباریوں کی فہرست میں درج ہے ٭

اس کا سب سے بڑا بیٹا جگدیش سنگھ ضلع لدھیانہ میں عہدۂ نائب تحصیلداری کا منظور شدہ امیدوار ہے اور چھوٹا بیٹا بخشیش سنگھ ریاست نابھہ میں نائب تحصیلدار ہے ٭

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

ہوتی رہی اُن کے بیان کرنے کی یہاں ضرورت نہیں۔ بہت سی داستانیں جو تواریخ میں درج کرنے کے لئے بھیجی گئی ہیں سراسر مبالغہ آمیز ہیں اور ان میں ایسی کوئی بات نہیں جو اس خاندان کے علاوہ اور کسی کے لئے دلچسپ ہو ❋

رائے سنگھ کا باپ ماہتاب سنگھ اٹھارھویں صدی کے قریباً درمیانی حصے میں نادرشاہ کے عہد حکومت میں خاصہ خاں امرتسر کے مسلمان عامل کو قتل کرنے کی وجہ سے پکڑا گیا اور مار دیا گیا۔ رائے سنگھ جو اس وقت بچہ تھا اپنے باپ کی طرح قتل ہونے سے ایک بھنگی کے ذریعے سے بچا جس نے اُسے اُس وقت جبکہ تلاش ہو رہی تھی چھپا رکھا اور بعد ازاں جنگل میں چھوڑ دیا۔ یہاں جنگل میں اسے ایک کمبو عورت نے دیکھا جو اسے اپنے خاوند کے گھر لے گئی مگر اس کی اصلیت کا حال پوشیدہ نہیں رہا۔ چنانچہ جوان ہونے پر سردار شام سنگھ بانی کروڑا سنگھیا مسل نے اپنی لڑکی کی شادی اس کے ساتھ کر دی۔ اپنے خسر کے ساتھ یہ بہت سی لوٹ مار کرنے جاتا اور صلے میں مواضعات پاتا جن میں بہت سے ابھی تک خاندان کے قبضے میں ہیں۔ میراں کوٹ میں اس نے ایک کچّا قلعہ بنایا اور اپنی وفات تک جو ۱۸۰۸ء میں واقع ہوئی وہیں رہا۔ اس کے چار لڑکوں میں سے گوربخش سنگھ اور کنور سنگھ کی اولاد اب کوٹلہ بادلہ ضلع لدھیانہ میں رہتی ہے اور رتن سنگھ کی اولاد کا صدر مقام موضع بھاڑی تحصیل سمرالہ ہے۔ رتن سنگھ ایک تربیت یافتہ آدمی تھا۔ وہ فارسی کا اچھا فاضل تھا اور اُس نے کپتان مرے ایجنٹ گورنر جنرل کے کہنے پر پنجاب کے کئی مشہور خاندانوں کی ایک تاریخ پنتھ پرکاش

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

سردار ہرنام سنگھ رئیس بھاڑی

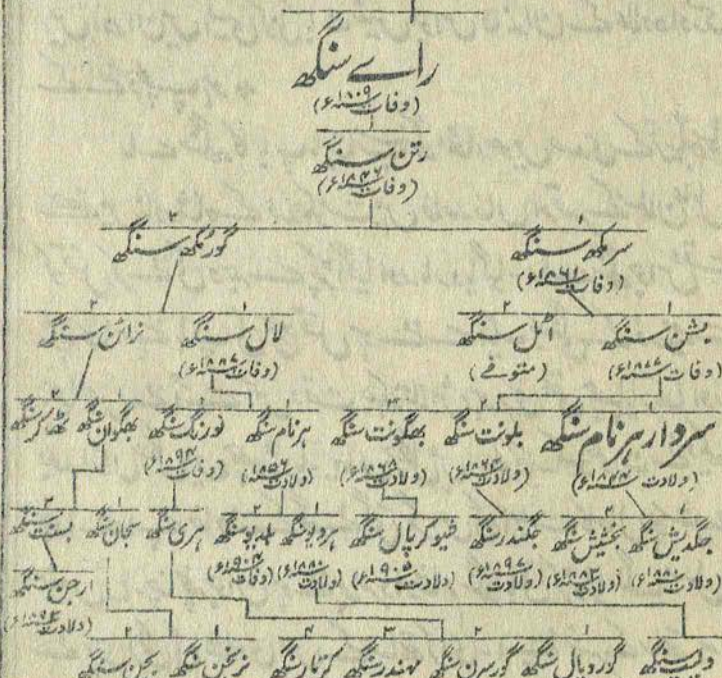

خاندان کوٹلہ باولہ تحصیل سمرالہ ضلع لدھیانہ اُن چھوٹے چھوٹے رئیسوں میں سے ایک ہے جن کا نکاس اور خوشحالی مانجھہ کے ایک بزرگ کی قسمت آزمائیوں کی وجہ سے ہوئی جس نے مسلمانوں کی سلطنت کو کمزور پاکر ستلج عبور کیا اور مالوے کے ملک کا جس قدر عمدہ علاقہ اپنے قبضے میں رکھ سکتا تھا اُسی قدر لے لیا۔ اس علاقے کے حاصل کرنے میں جو لڑائیاں ہوئیں اور اس کے قائم رکھنے میں جو جدّ و جہد روزمرہ

سردار ہرنام سنگھ رئیس بھڑی

Sardar Harnam Singh of Bhari.

CSL

اور ملہ - چھابجے وال - ہیراں اور تلونڈی کے حصے رہ گئے - نورالنسا کے بعد الیاس خاں کی بیوہ رانی بھاگ بھری جانشین ہوئی - جب سرکار انگریزی کی ستلج پر لڑائی ہوئی یہی رانی بھاگ بھری خاندان کی سرکردہ تھی جس نے سرکار مذکور کی باربرداری اور سامان رسد سے حتے المقدور امداد کی - ۱۸۵۴ء میں اسکی وفات پر جائداد اس کے بھتیجے رائے امام بخش خاں کو ملی جو اس کا متبنٰے بیٹا بھی تھا - حقوق جاگیر کے عوض اسکو ۲۴۰۰ روپیہ پنشن اور رائیکوٹ میں ۱۰۰ ایکڑ زمین بطور معافی دی گئی - ایام غدر میں اس کا برتاؤ سرکار انگریزی سے وفادارانہ رہا - اسکے تین بیٹوں کو وظیفے دئے گئے جن کی کل میزان ۱۸۰۰ روپیہ سالانہ تھی سب سے بڑے بیٹے فیض طلب خاں نے معافی ہی اپنے پاس رکھی - یہ آنریری مجسٹریٹ اور پراونشل درباری تھا اور ۱۹۰۰ء میں فوت ہوا - اس کا بیٹا عنایت خاں اب خاندان کا بزرگ ہے - اس کے باپ کے وظیفے میں سے جو ۸۴۰ روپیہ تھا آدھا وظیفہ اور نیز معافی اس کے نام جاری رکھی گئی - یہ رائیکوٹ کی میونسپل کمیٹی کا پریزیڈنٹ اور اپنے باپ کی جگہ درباری ہے - رائیکوٹ کے رئیسوں کے پاس جو ایک زمانے میں بڑے طاقتور تھے صرف ۶۰۰ بیگھہ زمین رہ گئی ہے جو مشترک طور پر عنایت خاں اور اسکے چچاؤں کے قبضے میں ہے - فتح خاں کا بیٹا بہاول خاں آٹھویں رسالہ میں جمعدار ہے ✽

یہ خاندان ہندو راجپوت نسل سے ہونے کا فخر کرتا ہے اور شادی اور دوسرے واقعات کی بہت سی پرانی ہندو رسمیں ابھی تک اس میں ادا کی جاتی ہیں ✽

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA

سے سخت تعصب کی وجہ سے نفرت رکھتے تھے۔ گرفن صاحب لکھتے ہیں کہ "اس وقت رائے کوٹ میں خاندان کی سرکردہ دو عورتیں یعنی رائے الیاس کی ماں نور النسا اور لچھمی تھیں مگر رنجیت سنگھ کے دل میں فیاضی نام کو نہ تھی اور وہ ایک رئیس پر جو اس کا اچھا مقابلہ کرسکتا تھا حملہ کرنے کی نسبت ایک بیوہ کو برباد کرنے کو ترجیح دیتا تھا۔ اس خاندان کو لوٹنے سے علاقہ جات لدھیانہ۔ جھنڈالہ۔ کوٹ۔ جگراؤں اور لبیا مع ۴۴ مواضعات کے جن کا مالیہ ۲۳۲۶۰ روپیہ سالانہ تھا تو راجہ بھاگ سنگھ کے ہاتھ آئے۔ علاقہ جات بدوال مع جگراؤں کے کچھ حصّے کے ۳۲ مواضعات ۴۰۲۳۵ روپیہ کی مالیت کے سردار گوردت سنگھ رئیس لاڈوا نے لئے۔ کوٹ بسیا کے حصہ جات تلونڈی اور جگراؤں اور ۳۱ مواضعات ۲۶۵۹۰ روپیہ کی مالیت کے راجہ جسونت سنگھ والئ نابھ نے لئے۔ دھکا کوٹ۔ بسیا۔ جگراؤں اور تلونڈی کے حصّے اور ۴۰۰۵ روپیہ کی مالیت کے ۱۰۶ گاؤں سردار فتح سنگھ اہلووالیہ نے لئے۔ گھلّہ۔ کوٹ جگراؤں اور تلونڈی کے حصّے اور ۳۳۹۴۵ روپیہ کی مالیت کے ۱۷ مواضعات دیوان محکم چند نے لئے۔ کوٹ اور جگراؤں کے ۱۰ مواضعات جن کی مالیت ۵۷۱۴ روپیہ تھی سردار بساوا سنگھ نے لئے اور ۴۰۰ روپیہ کی مالیت کا ایک موضع واقع تلونڈی سردار بھنگا سنگھ کے ہاتھ آیا"۔

اس طرح رانی نور النسا کے پاس اُس زرخیز علاقے میں سے جو اس نے رائے الیاس خاں سے حاصل کیا تھا صرف رائیکوٹ

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA

سے محاصرہ کیا گیا اور اس میں شک نہیں کہ یہ فتح ہو جاتا اگر انجام کار راے الیاس حصار کے مشہور و معروف جارج ٹامس کو جو ایسی جگہ جہاں لوٹ مار کا احتمال ہو بڑی خوشی سے لڑا کرتا تھا نہ بلا بھیجتا مگر اس موقع پر جارج ٹامس کو تلوار نہیں نکالنی پڑی کیونکہ بیدی نے اس کے آنے کی خبر سنتے ہی فوراً محاصرہ چھوڑ دیا اور اپنے وطن کی طرف جو ستلج سے پرے تھا چل دیا +

مگر راے کوٹ بیدی کی لوٹ مار سے ایک زیادہ خوفناک دشمن کے ہاتھ سے برباد ہونے کے لئے بچا۔ رئیسان پھلکیان اس وقت آپس میں لڑ رہے تھے۔ کمزور طبیعت راجہ صاحب سنگھ والئِ پٹیالہ اپنی تندخو اور نیم مردانہ بیوی آس کور کی مٹھی میں تھا جس نے اپنے خاوند کو راجگان نابھہ اور جیند کے ساتھ ایسے جھگڑے میں ڈال دیا تھا جس میں دونوں طرف بہت خون بہے۔ آخرکار بھاگ سنگھ راجہ جیند نے جس کی بہن بی بی راج کور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ماں تھی اپنے بھتیجے سے رانی آس کور کے خلاف مدد کی درخواست کی مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس درخواست کو بڑی خوشی سے منظور کیا کیونکہ وہ نہایت خوش تھا کہ اس حیلے سے اُسے ایں روے ستلج کی ریاستوں کے پالیٹکس میں دخل دینے کا موقع مل جائیگا چنانچہ اس نے رئیسان پھلکیان کی آپس میں صلح صفائی کرانے کی طرف بہت کم توجہ کی بلکہ اسے بیدی صاحب سنگھ کی شکست کا بدلہ لینے کے بہانے سے ریاست راے کوٹ کو برباد کرنے کا موقع مل گیا اور وہ شاید اس کارروائی پر اس لئے مجبور ہوا تھا کہ اس کے ہمراہی بالعموم مسلمانوں

GL

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA

CSL

سالانہ کی ادائیگی پر کر رکھی تھی اس خاندان کے اقبال کا ستارہ روز بروز چمکتا گیا اور کئی پشتوں تک یہ لدھیانہ اور انبالہ کے درمیانی ملک پر حکمران رہے۔ ان میں سے ایک رائے احمد خاں نے ۱۶۴۸ء میں موجودہ قصبہ رائے کوٹ آباد کیا اور اس کے بھتیجے رائے کمال الدین نے جگراؤں بسایا اسی کا لڑکا رائے کُلّہ خاندان بھر میں سب سے پہلا شخص ہے جس کو مانجھا کے سکھوں کے حملے سے اپنا ملک بچانا پڑا چنانچہ اس نے شاہ علی خاں ناظم سرہند کی مدد سے بڑی خوبی سے بچایا۔ مگر سکھوں نے اس کی موت اور اس کے جانشین رائے الیاس کی نابالغی سے فائدہ اُٹھایا اور ملک مالوہ میں ایک دفعہ پھر قسمت آزمائی کی۔ مشہور و معروف بیدی صاحب سنگھ رئیس اونا جس نے چار سال پہلے مالیر کوٹلہ کو تیغ زنی و آتش فروزی سے تباہ کر دیا تھا ایک بڑی فوج کے ساتھ ۱۷۹۸ء میں رائے کوٹ پر حملہ آور ہوا اور اپنا ارادہ یہ ظاہر کیا کہ وہ گاؤکش قوموں کو جن کی موجودگی سے ملک ناپاک ہو رہا ہے بالکل نیست و نابود کر دیگا۔ جگراؤں۔ رائے کوٹ اور لدھیانہ جلدی سے فتح ہو گئے اور جودھ پر ایک سخت لڑائی ہوئی جہاں رائے کوٹیوں نے روشن خاں کے ماتحت سکھوں کا بہادری سے مقابلہ کیا مگر پچھلے پہر ان کا سرگروہ مارا گیا اور فتح سکھوں کے ہاتھ رہی۔ مگر بیدی کو آخرکار رئیسان پھلکیان کے دباؤ کی وجہ سے جن سے رائیکوٹیوں نے مدد مانگی تھی لدھیانے سے واپس ہونا پڑا۔ لدھیانے کے سکھوں نے بیدی کے لئے شہر کے دروازے کھول دیئے مگر قلعہ جس میں حسین خاں مقابلہ کر رہا تھا فتح نہ ہوا۔ اس قلعہ کا چاروں طرف

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
GL

عنایت خاں رئیس رائے کوٹ

رائے امام بخش خاں
(وفات ۱۸۸۶ء)

۳	۲	۱
فتح خاں (ولادت ۱۸۵۷ء)	امیر خاں (ولادت ۱۸۵۴ء)	فیض طلب خاں (وفات ۱۹۰۰ء)

فتح خاں کے بیٹے:

۲	۱
محمد جعفر خاں (ولادت ۱۸۹۶ء)	بہاول خاں (ولادت ۱۸۸۲ء)

فیض طلب خاں کا بیٹا: عنایت خاں (ولادت ۱۸۸۷ء)

رائے امام بخش خاں رانی بھاگ بھری کا جس نے اسکو اپنا جانشین مقرر کیا بھتیجا تھا۔ خاندان کا آخری مرد وارث رائے الیاس تھا جس کا انتقال ۱۸۰۲ء میں ہوا۔ اس کے بعد اس کی والدہ رانی نور النسا جانشین ہوئی اور رانی نور النسا کے بعد رانی بھاگ بھری۔ یہ خاندان ہندو راجپوتوں کی نسل سے ہے اور اپنے آپ کو شاہی خاندان چندر بنسی کی اولاد سے بتاتا ہے۔ گرفن صاحب بہادر کی کتاب راجگان پنجاب میں رئیسان رائے کوٹ کا بہت دفعہ ذکر آچکا ہے۔ انکے بزرگ تلسی رام ایک ہندو راجپوت نے چودھویں صدی کے شروع میں جیسلمیر چھوڑا اور جا کر علاقہ جگراؤں میں آباد ہوا۔ یہ مسلمان ہوگیا اور اپنا نام شیخ چاکو رکھا اس کا پوتا رائے چاکو سلطان علاؤالدین غوری کے ہاں ایک بڑے جلیل القدر عہدے پر ممتاز تھا جس نے اس کے نام ستلج کے جنوب میں ۱۳۰۰ مواضعات کی مالگزاری ۵۰۰۰۰ روپیہ

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

خود مختاری حاصل کرنے کی بہت سی کوشش کرنے کے بعد قابضانِ مواضعاتِ مذکور کو راجہ پٹیالہ نے مفتوح کرلیا اور ان کی ملکیت اپنی ریاست کے ساتھ شامل کرلی۔ اس پر انہوں نے مسٹر فریسر صاحب بہادر رزیڈنٹ دہلی کی خدمت میں اپیل کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان مواضعات میں سے آٹھ موضع سرداران مزرعہ کو واپس مل گئے جو اس وقت سے سرکار انگریزی کی حفاظت میں آگئے اور تین سوار تحصیل سمرالہ میں خدمات کے لئے دیتے رہے۔ قریباً اسی زمانے میں سردار اُتم سنگھ نے اپنے بھتیجے گوربخش سنگھ کے ساتھ یہ مواضعات تقسیم کرکے ڈھیر مزرعہ میں رہائش اختیار کرلی اور اس وقت سے گوربخش سنگھ خاندان کی شاخ جھبو مزرعہ کا سرکردہ ہوگیا۔ یہ خاندان سکھوں کی لڑائی کے موقع پر رسد رسانی اور بار برداری سے سرکار انگریزی کی امداد کرتا رہا ۔

سردار گنڈا سنگھ ذیلدار۔ ڈسٹرکٹ بورڈ کا ممبر اور پراونشل درباری ہے۔ اس نے اپنے موضع میں ایک سکول کھول کر سرکار کا شکریہ حاصل کیا ہے۔ اس کے حصہ جاگیر کی آمدنی ۱۹۰۳ روپیہ سالانہ ہے۔ تحصیل سمرالہ میں گیارہ سو بیگھہ زمین پر اس کی ملکیت ہے اور اسکی ۵۴۸ بیگھہ زمین موضع گھاپور ضلع امرتسر میں ہے۔ اس کا سب سے بڑا بیٹا نتھا سنگھ اسکی جگہ ذیلداری کے کام انجام دیتا ہے اور اس کا پوتا کرتار سنگھ ریاست فرید کوٹ کا درباری ہے اور اس وجہ سے تیس روپے ماہانہ وظیفہ پاتا ہے ۔

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

سردار گنڈا سنگھ رئیس دھیرو مزرعہ

Sardar Ganda Singh of Dhiru Mazra.

سردار گنڈا سنگھ رئیس وھیرو مزرعہ

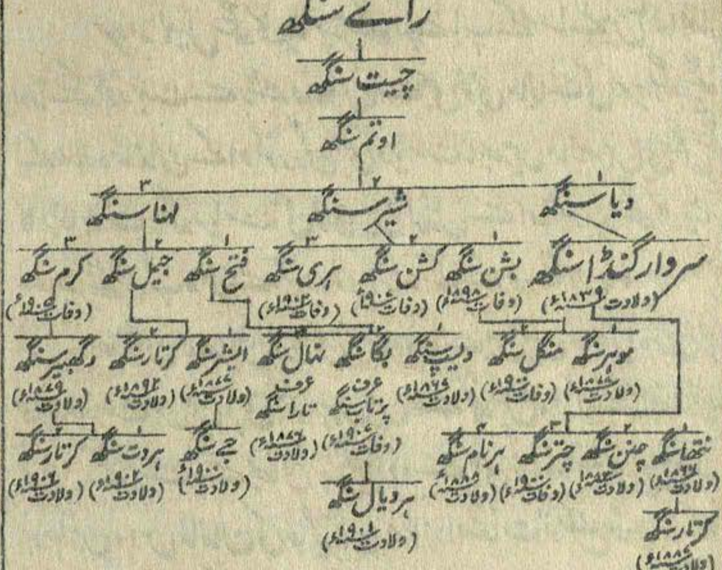

جھبو اور وھیرو مزرعہ تحصیل سمرالہ ضلع لدھیانہ کے جاگیرداروں کی حیثیت اب معمولی سی رہ گئی ہے۔ سر ٹامس گارڈن واکر صاحب بہادر نے جو ایک زمانے میں اس ضلع کے مہتمم بندوبست تھے ان جاگیرداروں کی بابت یہ تحریر فرمایا: " ان جاگیرداروں کو ان کے گرد و نواح کے جاٹوں سے تمیز کرنے کے لئے سوائے اس کے کوئی بات نہیں کہ یہ فضول خرچ ہیں اور ان میں سے کوئی بھی سرکاری ملازم نہیں "۔ اس خاندان کا مورث اعلیٰ امرتسر کا ایک کانگ جاٹ رائے سنگھ نامی ۱۷۶۳ء کے قریب ملک مالوہ میں آیا اور کھنا کے جنوب مغرب کی طرف ۱۶ گاؤں حاصل کئے۔

سے علیحدہ ہوا اور ضلع شاہپور میں اسے تین ہزار ایکڑ زمین عطا ہوئی جسکی تشخیص ۵۶۲ روپیہ اس کی بہادرانہ خدمات کے صلے میں اسے معاف کردی گئی اس کا انتقال ۱۹۰۲ء میں ہوا ✤

سردار البیل سنگھ کا بیٹا چیتر سنگھ اپنے باپ کے رسالے میں رسالدار تھا اور اسکے اَور بہت سے رشتہ داروں نے بھی فوجی ملازمت کی۔ سردار گھبیر سنگھ کے علاوہ خاندان کے دو اَور رکن بھی ریاست نابھہ میں ملازم ہیں یعنی منگل سنگھ کا لڑکا بلونت سنگھ ریاست کی فوج میں کرنیل ہے اور شیو دیو سنگھ کا بیٹا رندھیر سنگھ نائب ناظم ہے۔ یہ دونوں رام سنگھ کے پوتے ہیں ✤

خاندان لدھڑاں آج کل آسودہ حالت میں نہیں اور اگر وہ رکن جو فوجی ملازمت میں ہیں اپنی تنخواہوں میں سے کچھ پس انداز کرکے بھیجتے نہ رہیں تو ان کے بہت سے بھائی بند موجودہ سے بھی زیادہ مفلسی میں مبتلا ہوجائیں۔ اس خاندان کی جاگیر میں ۲۵ مواضعات تو ضلع لدھیانہ کے ہیں اور چار ضلع انبالہ کے جن سب کی آمدنی ۲۷۰۰۰ روپیہ سالانہ ہے۔ مگر یہ آمدنی چیڑت سنگھ کی اولاد کی بیشمار شاخوں میں تقسیم ہوجاتی ہے اور سر ٹامس گارڈن واکر کی جو ایک زمانے میں ضلع لدھیانہ کے مہتمم بندوبست تھے رائے تھی کہ تھوڑے ہی دنوں میں اس جاگیر کے اس قدر حصے ہوجائینگے کہ یہ حصہ داروں کے گزارے کے لئے بھی کافی نہ ہونگے ✤

MINISTRY OF CULTURE GOVERNMENT OF INDIA
CSL

سے بھرتی ہوگیا اور رسالہ مذکور کے شجاع کمانیر جنرل سرجان واٹسن صاحب بہادر وی۔سی کے ہمراہ بہت سی لڑائیوں میں داد شجاعت دی۔ ۱۸۷۶ء میں جرنیل صاحب بہادر نے اپنے اس پرانے ساتھیِ جنگ کو یوں لکھا:۔ "اگر کوئی شخص تمہارے حالات دریافت کرے تو اسے یہ چٹھی دکھاؤ جس میں وہ پڑھ لیگا کہ سترہ سال میں تمہیں سرکار انگریزی کا کارگزار ملازم اور ہمیشہ اپنا دوست سمجھتا رہا ہوں اور تمہاری ذہنی اور دماغی لیاقتوں کا مداح رہا ہوں"۔ کئی سال تک اپنے رسالے کے سکھوں کا انتظام اور نئے سکھ بھرتی کرنے کا کام البیل سنگھ کے ہی سپرد رہا اس کی خوش انتظامی اور لیاقت کی وجہ سے فوج کا ہر ایک آدمی اسے اپنے باپ کے برابر سمجھتا تھا اس کا گرویدہ تھا اور اسے عزت کی نگاہوں سے دیکھتا تھا۔ اس کے پاس بہت سے نامور افسروں کی جو اسے اچھی طرح سے جانتے تھے اور جن میں سرہیوگاف۔ جرنیل سر آر۔سی۔لو اور کرنل میک ناٹن بھی شامل ہیں اچھی اچھی اسناد تھیں۔ وہ ۱۸۷۹ء کی جنگ افغانستان میں اور ۱۸۸۲ء کی مہم مصر میں شریک تھا۔ ۱۸۷۵ء میں لارڈ نارتھ بروک بالقابہ نے اسے رائے بہادر کا خطاب عطا کیا۔ پھر تھوڑی سی مدت کے لئے ہز ایکسلنسی لارڈ نیپیر آف مگڈالا کا اے ڈی سی رہا اور ۱۸۷۶ء میں ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز کا اردلی افسر مقرر ہوا۔ مصر کی لڑائی ختم ہونے پر وہ انگلستان گیا اور اس لڑائی کا تمغہ ملکہ معظمہ آنجہانی کے دست مبارک سے حاصل کیا اور اسی موقع پر اسے اسکے پرانے رسالہ کا رسالدار میجر بنایا گیا۔ یہ ۱۵۰ روپیہ سالانہ پنشن پاکر اپنے عہدے

CSL

اس خاندان کے کئی اور رکن یعنی رلے بہادر رایبل سنگھ۔ سردار ہرنام سنگھ۔ سردار بہادر ہری سنگھ اور شام سنگھ بھی درباری رہے ہیں۔ ان میں سے پہلے تین اُتم سنگھ کے بیٹے تھے جو اوّل جنگ افغانستان کے موقع پر سرکار انگریزی کی فوج کے ساتھ کابل میں موجود تھا اور شام سنگھ راجہ سنگھ کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ اب یہ سب فوت ہو چکے ہیں ✤

فیروز شاہ اور مدکی کے معرکوں میں ہری سنگھ جو کہ ابھی بچہ ہی تھا میجر براڈ فوٹ کے کیمپ میں موجود تھا۔ اس واقعہ کے تھوڑے دن بعد جب غدر ہو گیا تو اُس نے سر جان لارنس کے احکام کی پوری طرح تعمیل کی۔ اور اپنے صرف سے سواروں کا ایک ترپ بھرتی کیا جو بارھویں رسالہ کا حصہ قرار پایا اس رسالہ میں سردار ہری سنگھ کو رسالدار بنایا گیا اور یہ غدر کے ایام میں خوب لڑتا رہا۔ ابی سینیا اور افغانستان کی لڑائیوں میں بھی اس نے اچھی خدمات کیں۔ ۲۳ سال رسالداری کے بعد ۱۸۸۵ء میں ۱۰۸۰ روپیہ سالانہ پنشن لیکر اپنے عہدے سے علیحدہ ہو گیا۔ ایام ملازمت میں وہ جتنے حکام کے ساتھ رہا سب ہمیشہ اس کی قدر و منزلت کرتے رہے۔ اس کو سردار بہادر کا خطاب ملا ہوا تھا۔ وہ ۱۹۰۷ء میں مرا۔ اب اس کا لڑکا منسا سنگھ عہدۂ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کا منظور شدہ امیدوار ہے ✤

سردار البیل سنگھ اپنے بھائی سردار ہری سنگھ سے بھی غالباً زیادہ نامور تھا۔ غدر کے شروع شروع میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لُدھیانہ کو امداد دینے کے بعد وہ سو سوار ساتھ لایا اور بہ حیثیت رسالدار کے واٹسن صاحب کے رسالے میں جو اب تیرھواں بنگالی رسالہ

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

بند کر دئے لیکن پھر یہ حکم منسوخ کر دیا گیا اور ۱۸۶۰ء میں لارڈ کے ننگ نے جو سند راجہ بھرپور سنگھ کو دی اُس میں ریاست نابھہ کے باجگزار رئیسوں کی تفصیل میں سرداران لدھڑان کا نام درج نہیں کیا گیا ۔

جب کبھی سرداران لدھڑان کو خدمت کرنے کا موقع ہوا ہے تو انہوں نے سرکار انگریزی کی وفاداری سے امداد کی ہے چنانچہ ۱۸۴۵ء کی جنگ ستلج میں اور نیز اُس بغاوت کے فرو کرنے میں جو ۱۸۴۸ء میں بمقام ملتان ہوئی ان سرداروں نے سرکار انگریزی کی فوج کو گھوڑے بار برداری اور غلہ بہم پہنچانے میں امداد دی اور ایام غدر میں اس خاندان کے اراکین صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لدھیانہ کی خدمت میں حاضر رہے۔ سرداران بدھ سنگھ ۔ کاہن سنگھ ۔ صاحب سنگھ اور البیل سنگھ تو مسٹر رکٹس صاحب بہادر کے ہمرکاب رہنے کی خدمت بجالاتے رہے اور سرداران چمن سنگھ اور ہرنام سنگھ اپنے کچھ سواروں کے ساتھ قصبہ جگراؤں پر قبضہ رکھنے میں امداد دیتے رہے ۔

سردار بدھ سنگھ ۱۸۸۰ء میں فوت ہوا اور اُس کا بیٹا ماہتاب سنگھ اُس کی جگہ خاندان کا بزرگ ہوا ۔ سردار ماہتاب سنگھ ۱۹۰۴ء میں فوت ہوا اور اُس کے بڑے بیٹے رگھبیر سنگھ نے خطاب سرداری اور پراونشل درباروں میں اپنے باپ کی جگہ حاصل کی ہے ۔ سردار رگھبیر سنگھ کے قبضے میں اب سرداران لدھڑان کی اضلاع لدھیانہ اور امرتسر کی ساری جاگیر کا بارھواں حصہ ہے جس کی آمدنی ۲۲۸۲ روپیہ ہے علاوہ ازیں اُسے دو سو روپیہ ماہوار ریاست نابھہ کے عہدۂ عدالت صدر کی تنخواہ ملتی ہے ۔

بچائے اور اُن کے تنازعات برٹش ایجنٹ انبالہ سُنے اور فیصلہ کرے۔
یہ معاملہ ۱۸۲۷ء میں سرچارلس مٹکاف ایجنٹ گورنر جنرل دہلی نے اپنے
ہاتھ میں لیا مگر صاحب رزیڈنٹ نے یہ قرار دیا کہ یہ سردار راجہ نابھہ کے
ماتحت ہیں اس لئے سرکار انگریزی کی مداخلت سے خواہ وہ کسی قسم کی
ہو راجہ مذکور کی قدر ومنزلت میں فرق آئیگا۔ سرجارج کلارک نے اس
معاملے کو پھر ۱۸۳۶ء میں اُٹھایا جبکہ سرکار انگریزی کا یہ خیال کسی قدر بدل
گیا تھا۔ یہ امر تسلیم کر لیا گیا کہ یہ سرداران کئی سال تک راجہ نابھہ کو فوج
اور روپیہ سے امداد دیتے رہے ہیں اور سرکار انگریزی نے بھی کئی
مواقع پر اُن پر اس خدمت کا پورا کرنا جائز قرار دیا ہے اس لئے
گورنمنٹ ہند نے یہ مصلحت نہ دیکھی کہ سونٹی اور لدھران کے سرداران
کو راجہ نابھہ کے حلقۂ اطاعت سے بالکل آزاد اور خود مختار کر دیا جائے
البتہ اُن کی ان شکایات پر کہ اُن سے ہمیشہ روپیہ اور خدمات لی جاتی
ہیں غور کیا گیا اور راجہ نابھہ سے کہہ دیا گیا کہ وہ سوائے اُن مواقع کے
کہ جب اُن کے ہاں لڑکا پیدا ہو یا اُس کی کسی لڑکی یا لڑکے کی شادی ہو
یا کوئی فرمانروا مر جائے یا واقعی لڑائی شروع ہو جائے اور کسی موقع پر
اُنہیں خدمات ادا کرنے کے لئے نہ کہے*۔ اس فیصلے سے کوئی فریق بھی
خوش نہ ہوا اور وہی رنجش وکاوش برابر قائم رہی اور کسی قدر اب تک
چلی جاتی ہے۔ ۱۸۵۱ء میں سرکار انگریزی نے راجہ نابھہ کے اس
دعوے کو کہ یہ سردار اُس کے ماتحت ہیں تسلیم کر لیا اور سرکار انگریزی نے
ان سرداروں کے علاقے میں اپنے فوجداری اختیارات عمل میں لانے

---

* گرفن کی تاریخ راجگان پنجاب ملاحظہ ہو۔

جبکہ نیپالی جرنیل امر سنگھ تھاپہ سے لڑائی ہوئی تو چڑت سنگھ جرنیل اختر لونی کی فوج کے ہمراہ شملہ کے پہاڑی ملک میں گیا اور بار برداری اور رسد رسانی سے سرکار کی خوب مدد کی اس کی وفات پر اس کی اراضیات اس کی بیویوں کی تعداد کے مطابق تین برابر برابر حصوں میں تقسیم ہوئیں یعنی ہر ایک بیوی کے لڑکوں نے تیسرا تیسرا حصہ لیا۔ جائداد کے اس چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم ہو جانے سے خاندان کی حیثیت کم ہو گئی اور ان شرائط پر کہ یہ پچاس سوار دینگے اور جب کبھی ان کی خدمات کی ضرورت ہوگی تو اپنی پوری فوج لیکر آئینگے اس خاندان کو رئیس نابھہ کی حفاظت میں آنا پڑا۔ ادھر سرداران لدھڑان تو اس کوشش میں لگے رہے کہ سوائے اُس امداد کے جو اُنہوں نے راجہ نابھہ کو دشمن سے مقابلہ پڑ جانے کے وقت دینے کا وعدہ کیا تھا اور سب باتوں میں ان کی خود مختاری قائم رہے اور اُدھر راجہ جسونت سنگھ والیِ پٹیالہ اس انتظار میں تھا کہ وہ دن کب آئیگا کہ یہ سردار اور جاگیر دار دوں کی طرح ان کے معمولی غلاموں کی مانند ہو جائینگے۔ کئی سال تک ان مقاصد کے حاصل کرنے میں طرفین جدّ و جہد کرتے رہے۔ ادھر راجہ یہ چاہتا تھا کہ وہ اپنے کمزور ہمسایوں کو مطیع کر لے ادھر سردار اُن کوششوں کا بڑے زور سے مقابلہ کرتے تھے جو راجہ کی طرف سے اُن کو اُس رتبے سے محروم کرنے کے لئے ہوتی تھیں جسے اُن کے باپ دادا نے حاصل کر کے قائم رکھا تھا۔ سرداران لدھڑان اور سونٹی کی مشترکہ درخواست پر اوزیر کپتان مرّے ہٹکے استمزاج پر جن کی یہ رائے تھی کہ یہ سردار جنگ کے موقع پر فوج بدستور راجہ نابھہ کو دیتے رہیں مگر سرکار انگریزی اُن کو ظلم سے

سردار جے سنگھ علاقہ مانجھا کا دھرم جاٹ سکھ تھا اور ضلع امرت سر میں اٹاری کے قریب رہا کرتا تھا یہ نشان والی مسل کی ۱۲۰۰۰ اجری فوج کے ساتھ اُس حملے میں شریک ہوا جو اس مسل نے ۱۷۶۳ء میں این روے ستلج کے علاقہ جات پر کیا تھا اور جس میں سرہند پر لڑائی ہوئی تھی اور اس نے انبالہ۔ شاہ آباد۔ لدھراں۔ املوہ اور سراے لشکر خاں کے لینے میں مدد دی تھی۔ مال غنیمت میں سے اس کے حصے میں لدھراں اور کھرڑ کے اردگرد کے چونتیس گاؤں آئے جن کی آمدنی کا سرسری تخمینہ ۶۰۰۰ روپیہ سالانہ تھا۔ اسکے تھوڑی مدت بعد جے سنگھ نے اپنے ہمراہی سکھوں سمیت احمد شاہ دُرّانی سے شکست کھائی اور اب اُسے اپنے مقبوضات چھوڑکر انبالہ کے پہاڑی شمالی ملک میں پناہ لینی پڑی۔ راجہ امر سنگھ والیٔ پٹیالہ نے موقع دیکھکر مواضعات کھرڑ اپنے علاقے میں شامل کر لئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جے سنگھ کے ساتھ جبکہ وہ کافی طاقت پاکر وہ علاقہ لینے کے لئے جس کو وہ اپنا سمجھتا تھا واپس آیا سخت جھگڑا ہوا اور آخرکار یہ معاملہ اس طرح طے پایا کہ راجہ پٹیالہ نے ان مواضعات میں سے چار جے سنگھ کو واپس کر دئے۔ جے سنگھ ایسا مقتدر آدمی تھا کہ راجہ جسونت سنگھ والیٔ نابھہ نے اس کی لڑکی کے ساتھ شادی کرنے میں اپنی عزت سمجھی مگر بہت سے دوسرے چھوٹے چھوٹے سرداروں کی طرح جے سنگھ اور اس کے بعد اسکے بیٹے چڑت سنگھ کو ہمیشہ یہی فکر لگا رہا کہ پٹیالہ کا زبردست فرمانروا اُن کے علاقے کو نہ دبالے۔ چڑت سنگھ نے جب اس سے کہا گیا تو ۱۸۰۹ء میں بخوشی سرکار انگریزی کی حفاظت میں آنا قبول کر لیا۔ ۱۸۱۴ء میں

سردار رگھبیر سنگھ رئیس لدھراں

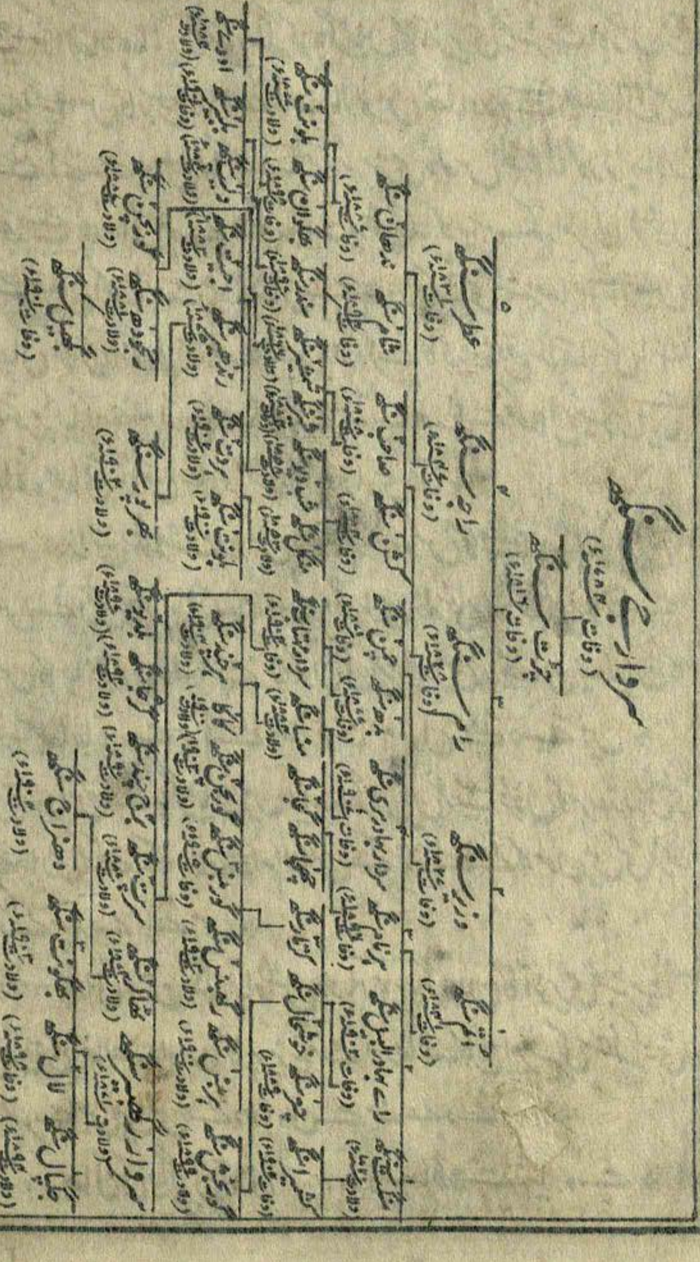

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

میں اسے علاقہ جھجر کا آنریری مجسٹریٹ اور سول جج بنایا گیا۔ ۱۸۶۲ء میں فوت ہوا اور جائداد کا جانشین اس کا بھائی نرائن سنگھ بنا جو ۱۸۴۲ء میں پیدا ہوا تھا۔ بھائی نرائن سنگھ کو باگڑیاں کا آنریری مجسٹریٹ اور سول جج بنایا گیا اس کا رسوخ سارے ملک مالوہ میں تھا اور بہت سے پھلکیاں رئیس اسکے ہاتھ سے پوہل لیا کرتے تھے۔ سر ہنری ڈیوس لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب نے کچھ سال ہوئے اسکی بابت یہ تحریر کیا کہ یہ سکھ امرا کی نوخیز نسل میں ایک بہت عمدہ مثال ہے۔ اور ایک ڈپٹی کمشنر صاحب نے جنہیں بھائی نرائن سنگھ کی قابلیت کے اندازہ کرنے کا زیادہ موقع ملا تھا اسکی بابت یہ تحریر کیا کہ یہ ضلع لدھیانہ کے بڑے مہذب اور بڑے نکلال رئیسوں میں سے ہے۔ بھائی نرائن سنگھ وائسریگل درباری تھا ؛

نرائن سنگھ ۱۸۹۵ء میں فوت ہوا اور اس کا متبنےٰ بیٹا بھائی ارجن سنگھ جس نے اچھی تعلیم پائی ہے اور جو انگریزی فارسی اور گورمکھی جانتا ہے اس کا جانشین ہوا۔ اپنے بزرگوں کی طرح یہ بھی رئیسان پھلکیاں کا گورو سمجھا جاتا ہے جو اسے وقتاً فوقتاً معقول عطیے دیتے ہیں ؛

اس نے باگڑیاں میں ایک لنگر جس میں غریب مسافروں کو ہر روز روٹی ملتی ہے جاری رکھنے کے علاوہ عوام الناس کے فائدے کے کاموں میں کئی ہزار روپے چندے دئے ہیں ؛

بھائی ارجن سنگھ پراونشل درباری باگڑیان کا آنریری مجسٹریٹ اور سول جج خالصہ دیوان کا پریزیڈنٹ اور خالصہ کالج امرتسر کی منتظمہ کمیٹی کا ممبر ہے جس میں اس نے دریا دلی سے چندے دئے ہیں ؛

بھائی کی جاگیر کی آمدنی ۱۴۰۰۰ روپیہ سالانہ سے زیادہ ہے ؛

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA
GSL

سے لڑنا پڑا جس نے سنہ ۱۸۴۰ع میں موضع تلونڈی پر جو بھائی گوڑ سنگھ نے آباد کیا تھا قبضہ کر لیا اور اس پر تسلّط قائم رکھنے کے لئے اپنا رسالہ بھیج دیا اور اس کے گرد گرد ایک مٹی کی دیوار بنا دی تا کہ یہ قلعہ کی صورت میں ہو جائے مگر اس موقع پر بہادر سنگھ نے حکمت عملی سے کام لیا یعنی سر جارج کلارک سے شکایت کر دی جو حال ہی میں کرنل ویڈ کی جگہ سرکار کے پنجاب کے ساتھ تعلقات کی دیکھ بھال کے لئے مقرر ہوئے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ راجہ کو مٹی کی دیوار جو اس نے اتنی جلدی اپنا قبضہ ظاہر کرنے کے لئے تیار کر لی تھی گرا کر واپس ہونا پڑا ؛

بھائی بہادر سنگھ اس خاندان میں سب سے پہلا شخص تھا جس نے حضور گورنر جنرل صاحب بہادر کے دربار میں کرسی لینے کی عزّت حاصل کی۔ سنہ ۱۸۴۷ع میں اس کی وفات پر اس کی جاگیر کے مواضعات میں سے سات مواضع ضبط کر لئے گئے اور اس کے لڑکے سمپورن سنگھ کو موضع دنڈو ضلع فیروز پور کا ایک چوتھائی محالاں۔ کلاہر اور اسمٰعیل پور کے نصف اور سالم مواضعات شاہجہان پور۔ عمر پورہ۔ نیھر کی۔ گنگرالی۔ بھاردوال۔ تلونڈی اور باگڑیاں۔ نیز مواضعات رانطا۔ دوالا اور کشن گڑھ کے دو تہائی حصّوں پر مستقل قبضہ دیا گیا۔ ایام غدر میں سمپورن سنگھ سرکار انگریزی سے وفادارانہ برتاؤ کرتا رہا اور تھوڑے سے سوار اور پیدل اپنے خرچ سے بھرتی کر کے صاحب ڈپٹی کمشنر لدھیانہ کی خدمت میں حاضر رہا جس خدمت کے عوض اسے ایک سال کی مالگزاری معاف کر دی گئی اور خدمات کے بدلے جو اس سے معاوضہ لیا جاتا تھا اُسے گھٹا کر ایک آنہ فی روپیہ کر دیا گیا۔ سنہ ۱۸۶۰ع

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

نے مائی گوہراں سے اپنی جائداد کا مطالبہ کیا۔ مائی مذکور نے پھر کپتان مرے کے پاس اپیل کی جس میں وہ کامیاب ہوئی اور یہ خیال کر کے کہ اگر بہادر سنگھ مالک بنا دیا گیا تو مہاراجہ پٹیالہ اس کو آسانی سے دبا لیگا جائداد تاحین حیات مائی کے ہی قبضے میں رکھی گئی۔ مگر جب ۱۸۳۶ء میں مائی گوہراں کی وفات پر جائداد بہادر سنگھ کے ہاتھ آئی تو اس نے مہاراجہ کرم سنگھ سے ایک دو لڑائیاں جیت کر پورے طور پر ثابت کر دیا کہ وہ اپنے مقاصد کی پوری نگہداشت کرنے کے قابل ہے۔ سنہ ۱۸۴۰ء میں ایک موقع پر سرکار انگریزی کی نمک حلالی کے بہانے سے مہاراجہ نے اپنے کرنیلوں میں سے ایک کرنیل منسا سنگھ نامی کو باگڑیاں میں بھیجا کہ وہ وہاں سے جتنے اونٹ ملیں چھین لائے تاکہ سرکار انگریزی جنگ افغانستان میں اُن سے کام لے۔ کرنیل مذکور اونٹوں کو ہنکا کر ابھی بہت دور نہ لایا تھا کہ بہادر سنگھ نے پہنچ کر اسے گرفتار کر لیا اور خوشی خوشی باگڑیاں واپس لے آیا۔ کرم سنگھ اس گستاخانہ سرتابی کی حرکت سے جو ایک ایسے آدمی سے سرزد ہوئی تھی جسے وہ غلاموں سے زیادہ نہ سمجھتا تھا غیظ و غضب میں آکر اپنی فوج کا ایک دستہ مع ریاست کی واحد توپ کے کرنیل کو چھڑانے اور موضع باگڑیاں کو منہدم کر کے میدان کر دینے کے لئے بھیجا۔ مگر والیانِ جیند نابھہ اور مالیر کوٹلہ نے جو ہمیشہ تاک میں لگے رہتے تھے اور جو یہ نہ چاہتے تھے کہ والئ پٹیالہ اپنی طاقت کسی خفیف بہانے سے بڑھا لے باگڑیاں کے گرد و نواح میں اپنی فوجیں صرف نگرانی کے لئے بھیج دیں جس پر مہاراجہ کرم سنگھ نے اپنی فوج کو بغیر مقصد حاصل ہوئے ہٹا لیا۔ بہادر سنگھ کو اس کے بعد راجہ فرید کوٹ

بنائی بھائی مُہر سنگھ تھا جسے موجودہ صدی کے شروع میں دو گاؤں نو راجہ جیند نے دئے اور ایک ایک سردار ہری سنگھ کھنہ اور سردار لاڈوا نے ۱۸۰۸ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اپنے ایں روئے ستلج کے اضلاع کے دوسرے حملے کے موقع پر باگڑیاں جاکر بھائی کی عزّت افزائی کی - مہر سنگھ نے اسکی ایسی مہمان نوازی کی جیسی اس کے خاندان میں مشہور تھی اور مہاراجہ سے لنگر کے اخراجات کے مدد خرچ کے طور پر مواضعات سادھو والہ اور سجانہ جاگیر میں حاصل کئے - مہاراجہ نے ۵۰۰ من نمک بھی دیا اور وعدہ کیا کہ آئندہ بھی شاہی محل کے گودام سے اتنا ہی نمک لنگر کے باورچی خانہ کے لئے بلا قیمت ملا کریگا - راجہ فتح سنگھ اہلووالیہ والئِ کپورتھلہ نے بھی جو اس لڑائی میں رنجیت سنگھ کے ساتھ تھا مُہر سنگھ کو گنگرالی نام ایک گاؤں دیا ٭

مہر سنگھ ۱۸۲۰ء میں فوت ہوا اور اس کی [illegible] مدادِ اس کے نابالغ اور متبنٰے بھتیجے بہادر سنگھ کے قبضے میں آئی - [illegible] مدان کے کاروبار اسکی بیوہ مائی گوہراں جو خوش قسمتی سے ایک ہوشیار عورت تھی انجام دیتی رہی کیونکہ بھائیوں کی روز افزوں طاقت کو دیکھکر راجہ کرم سنگھ والئِ پٹیالہ کے دل میں حسد پیدا ہونا شروع ہو گیا تھا اور اُس نے زبردست ہونے کی حیثیت سے اپنی حکومت عمل میں لانے کے لئے باگڑیاں میں ایک تحصیل اور تھانہ قائم کر دیا تھا - بیوہ مذکورہ نے اس ناجائز دخل کی شکایت کپتان مَرے صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ کی خدمت میں کی جنھوں نے راجہ کو اپنی چوکیاں اُٹھا لینے کا حکم دیا اس کی پوری تعمیل ہو گئی مگر کرم سنگھ اس چشم نمائی کے باعث پیچ و تاب میں رہا اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد اُسے بہادر سنگھ کو مائی گوہراں کے خلاف کھڑا کر دینے کا موقع ہاتھ لگ گیا چنانچہ بہادر سنگھ

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

اور مناسب وقت میں کئی لڑکے اور لڑکیوں کا باپ بن گیا - ان لڑکیوں میں سے ایک راج کور مشہور و معروف سردار مہان سنگھ سوکرچکیہ کی بیوی اور اُس سے بھی زیادہ مشہور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ماں بنی ف۱

بعد ازاں سنہ ۱۷۵۷ء میں گوڈر سنگھ کو ادینہ بیگ اور صادق بیگ ناظمان شہنشاہ دہلی کی دعوت کرنے کا موقع ملا اور وہ اس کی مہمان نوازی سے اتنے خوشنود ہوئے کہ اُنہوں نے موضع باگڑیاں اس کو جاگیر میں دلا دیا جس میں بھائی ارجن سنگھ اب رہتا ہے - اس کے تھوڑے عرصے بعد گوڈر سنگھ نے مواضعات دِوالا اور کلاہر ضلع لدھیانہ میں گنگرالی اور واہرا فرید کوٹ میں اور ونڈراں اور تلونڈی فیروز پور میں آباد کئے سنہ ۱۷۶۳ء میں اس کے پُرانے دوست راجہ گجپت سنگھ والئ جیند نے اس کو چھ گاؤں علاقہ جاتِ کرنال اور پانی پت میں جن کو اُس نے اُسی زمانے میں فتح کیا تھا دیئے مگر یہ گاؤں اس کو کچھ مُدت بعد واپس کرنے پڑے کیونکہ راجہ مذکور کو فوراً ہی شکست ہوگئی اور اس کے پاس صرف اپنی اصلی ریاست رہ گئی - مگر اُس زمانے میں زمین کی ایسی قدر نہ تھی جیسی کہ اب ہے اور غیر آباد گاؤں مالیہ ادا کرنے کی شرائط پر لینے میں معطی کو خوشی نہیں ہوتی تھی بلکہ مُصیبت پڑجاتی تھی - اس خاندان کا دوسرا رُکن جس نے جائداد

ف۱ اسی رانی راج کور کی پیدائش کی نسبت یہ قصہ مشہور ہے کہ اس کا باپ راجہ گجپت سنگھ جسے لڑکا پیدا ہونے کی اُمید تھی لڑکی کے پیدا ہونے پر بڑا سخت غصے ہوا اور اُن جاٹوں کی طرح جو اُس زمانے میں بھی ایسی مایوسی کی حالت میں لڑکیوں کو مروا دیتے تھے اس نے حکم دیا کہ لڑکی زندہ دفن کردی جائے مگر گوڈر سنگھ کے کہنے پر اسے پورا اعتقاد تھا جس نے اسے یقین دلا دیا کہ یہ لڑکی ضرور ایک بڑے فرمانروا کی ماں ہوگی اور اسی تیقن کی وجہ سے لڑکی کی جان بچی +

بیٹے تلوکا اور راما بھی تھے جن کی نسل سے موجودہ فرمانروایان پٹیالہ-
جیند اور نابھہ ہیں ۔

روپ چند کے فرزند اکبر مہانند کی اولاد ابھی تک موضعات بھائی روپا (نابھہ)، شیراج (فیروزپور) کوٹھا گورو (پٹیالہ) اور بادل ہیری اور لکھنیری ضلع انبالہ میں پائی جاتی ہے - اس کے باقی چھ لڑکوں کی اولاد بھی مالوہ دیس کے قریب کے علاقے میں پھیل گئی - نرائن سنگھ اس خاندان کا سب سے مشہور رکن روپ چند کے ساتویں بیٹے دھرم چند کی اولاد سے ہے - روپے کے لڑکے دیال سنگھ نے موضع دیال پورہ بسایا جو اب ریاست نابھہ میں ہے اور جس کا مالیہ (۴۶۲۰ روپیہ) باگڑیاں کے لنگر میں خرچ ہوتا ہے - موضع دھرم پورہ ضلع فیروزپور بھی دیال سنگھ نے آباد کیا جس کا حق مالکانہ ابھی تک یہی خاندان لیتا ہے - دیال سنگھ کے بیٹوں میں سے گودڑ سنگھ اپنی پارسائی اور عابدانہ زندگی بسر کرنے کی وجہ سے خاص طور پر مشہور ہے - گجپت سنگھ اول راجہ جیند کی نسبت یہ مشہور ہے کہ اولاد نہ ہونے کے باعث وہ اپنا دکھڑا سنانے بھائی گودڑ سنگھ کے پاس آیا جس پر بھائی مذکور نے اس معاملے میں غور کرنے کے بعد یہ کہا: "بیشک یہ بڑی بدقسمتی ہے کیونکہ اور تمام آدمیوں کی نسبت تمہارے ہاں اولاد ہونے کی زیادہ ضرورت ہے - میری قسمت میں اولاد لکھی ہے اور تمہاری قسمت میں نہیں لکھی مگر میں خوشی سے اپنی یہ خوش قسمتی تمہیں دینے کو تیار ہوں اگر میری بیوی اس پر راضی ہو" اس کی نیک بیوی مائی بجی بڑی خوشی سے رضامند ہوگئی جس پر گودڑ سنگھ نے راجہ پر کچھ منتر پڑھے جو بھائی کی قسمت لیکر اپنے گھر واپس چلا آیا

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

CSL

میں امرت سر لے جایا گیا اور وہاں اسے پوہل دی گئی۔ اسکے نئے مذہب کی طرف مائل ہونے کی کہانیاں ابھی تک مشہور ہیں۔ ایک موقع پر جبکہ سری گورو گوبند سنگھ جی انکے گاؤں میں ٹھیرے ہوئے تھے تو روپ چند اور اس کے والد نے کھیت میں ہل جوتتے ہوئے بیہوش ہو جانا قبول کر لیا تھا مگر ٹھنڈے پانی کے اُس برتن کو منہ نہیں لگایا جو اُنہوں نے شام کے وقت خاص تحفہ کے طور پر گورو صاحب کی خدمت میں پیش کرنا تھا۔ اس نفس کُشی سے گورو صاحب ایسے خوش ہوئے کہ اُنہوں نے اُن کو اپنی طرف متوجہ کر کے کہا کہ یہ اُنکے چیلے بن کر اُن کے ہمراہ چلیں۔ روپ چند کو گورو صاحب نے اپنا چولا اور تلوار دی جو وہ اس خیال سے سر پر رکھے پھرا کہ یہ ایسی پاک اور ایسی قیمتی چیزیں ہیں جنہیں معمولی طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ گورو صاحب نے روپ چند کے اس طرح عزت کرنے پر باپ اور بیٹے کو سنگالانی واقعہ ریاست پٹیالہ کے قریب ایک گاؤں میں آباد کیا اور اُس کا پہلا نام بدل کر بھائی روپا کر دیا۔ یہ واقعہ سنہ ۱۶۳۰ع کا ہے۔ دوسرے سال گورو صاحب پھر اُس راستے سے گزرے تو خوش اعتقاد روپ چند نے ان کی مع ان کے ...۳ چیلوں کے ایک بڑی شاندار دعوت کی جس پر گورو صاحب نے اُس کو بھائی کا خطاب دیا اور ایں روے ستلج کے ملک کا پروہت بنا دیا اور دُعا دی کہ اس کی اولاد کی لوگ سوڈھیوں کی طرح تعظیم کرینگے۔ بھائی روپ چند کی عمر بڑی ہوئی اور جاٹوں کے اردگرد کے دیہات میں اس نے سکھ مذہب پھیلا کر بڑا اقتدار پیدا کیا۔ اس کے اُپدیش سُننے والوں میں سے پھول کے

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA
CSL

بھدن مارا گیا اور اس کی وفات کے بعد اس کی زوجہ کے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام پورن رکھا گیا۔ بھدن کے رشتہ داروں نے اس لڑکے پورن کو اصلی راجپوت تسلیم کرنے سے انکار کیا اور اسکے ساتھ سرد مہری سے پیش آئے اور جب اسکی شادی کا وقت آیا تو اصلی راجپوتوں میں سے کسی نے بھی اپنی لڑکی دینی گوارا نہ کی۔ چنانچہ پورن کو اپنے باپ کی طرح پھر بڑھیوں کی قوم کی طرف رجوع ہونا پڑا اور اس طرح سے بھائی نرائن سنگھ کے قریبی بزرگوں کی اعلےٰ ذات جاتی رہی اور وہ معمولی دیہاتی بڑھئی رہ گئے۔ شہنشاہ دہلی (جس کا نام نہیں بتایا گیا) یہ سُن کر کہ اس کے پرانے دشمن بھدن کا لڑکا جوان ہوگیا ہے سخت برافروختہ ہوا اور اس کے خلاف ایک فوج روانہ کی جس نے اسے مارواڑ سے پنجاب کی طرف بھگا دیا۔ پورن بھٹنڈے کے قریب موضع بینیا کل جھرنی میں آباد ہوگیا اور کھیتی اور بڑھئی کا کام کرکے اپنا گزارہ کرتا رہا۔ سدھو جو پورن کی چھٹی پشت میں تھا موضع تنگلانی واقع ریاست نابھہ میں آباد ہوگیا اور ایک سکھ عورت سے غالباً اس کی مرضی کے خلاف شادی کرلی کیونکہ مشہور ہے کہ وہ شادی کی پہلی رات ہی اسکو چھوڑ گئی اور پاس کے گورو سے دعائیں لینے اور تسکین خاطر پانے کے لئے چلی گئی گورو نے اُس سے کہا کہ کچھ فکر نہ کرے اُس کا خاوند یقیناً سکھ ہو جائیگا چنانچہ درحقیقت ایسا ہی ہوا یعنی سدھو بھی اپنی بیوی کا کھوج نکالتا ہوا وہاں پہنچ گیا اور گورو مذکور کی فصاحت سے اُس پر ایسا اثر ہوا کہ وہیں اور اُسی وقت پوہل وغیرہ لیکر سکھ ہوگیا۔ اس کے بیٹے کو جس کا نام غیر معمولی طور پر خوبصورت ہونے کی وجہ سے روپ چند بھا لڑکپن

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

بھائی ارجن سنگھ رئیس باگڑیاں

بھائی بہادر سنگھ

1 سمپورن سنگھ (وفات ۱۸۶۴ء)
2 مولا سنگھ

سمپورن سنگھ:
نرائن سنگھ (وفات ۱۸۸۹ء)
1 بیر سنگھ

مولا سنگھ:
2 بھگوان سنگھ
3 بچتر سنگھ
4 سنتوکھ سنگھ

بھائی ارجن سنگھ
(ولادت ۱۸۷۴ء)

1 اردومن سنگھ (ولادت ۱۸۹۹ء)
2 ارگنجن سنگھ (ولادت ۱۹۰۴ء)

بھائی نرائن سنگھ نے جس کا ارجن سنگھ متبنّٰی ہے اپنے بزرگوں کا ایک شجرۂ نسب پیش کیا جس میں گزشتہ تیس پشتیں درج تھیں اور جس کے اندراج کی غالباً اس کتاب میں ضرورت نہیں۔ اس کا بیان ہے کہ اس کے بزرگ راجپوت تھے اور صدیاں گزریں ملک مارواڑ کے حکمران تھے۔ ان میں سے ایک بھدن نامی لاولد تھا اُسے ایک فقیر نے کسی اَور قوم کی عورت سے شادی کرنے کی ہدایت کی چنانچہ اس نے ایک بڑھئی کی لڑکی کے ساتھ اسکے (لڑکی کے) باپ کی مرضی کے خلاف تعلق پیدا کر لیا۔ کہتے ہیں کہ اس بڑھئی نے شہنشاہ دہلی کے حضور میں اس کی شکایت کر دی جس نے بڑھئی کا بدلہ لینے کے لئے فوج کشی کی

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA
CSL

بھائی ارجن سنگھ رئیس باگڑیاں

Bhai Arjun Singh of Bagrian.

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA

GSL

دیسی سوار ہے ۔

شاہ شجاع کا ایک اور لڑکا شہزادہ صفدر جنگ ۱۸۹۹ء میں فوت ہوا اور اس کی پنشن جو ۴۰۰۰ روپیہ سالانہ تھی سرکار نے ضبط کر لی۔ البتہ بطور مراحم خسروانہ ۱۰۸۰ روپیہ سالانہ کا وظیفہ اس کی تین بیوگان اور پانچ لڑکیوں میں جاری رہا۔ اس کے لڑکوں میں سے حیدر جنگ تو ایک زمانے میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھا اور بہادر جنگ ضلع کوہاٹ میں تحصیلدار تھا۔ آخر الذکر جو ڈویژنل درباری بھی تھا ۱۹۰۷ء میں فوت ہوا۔ شہزادہ صفدر جنگ کا ایک اور لڑکا محمد رفیق جنگ لدھیانہ میں محافظ دفتر ہے ۔

تیمور شاہ کے لڑکے سلطان جلال الدین نے ۱۸۹۷ء میں امریکن مشن کے کچھ آدمیوں کی جان بچائی جس خدمت کے عوض میں اس نے خاص معاوضہ حاصل کیا۔ ۱۸۹۲ء میں اس کا انتقال ہوا اور اس کے سالانہ وظیفے مبلغ ۳۰۰۰ روپیہ کا نصف اسکے تین پس ماندہ لڑکوں بیوہ اور بہوبیں تقسیم کیا گیا۔

شہزادہ تیمور کا پوتا محمد طاہر ۳۰۰۰ روپیہ پنشن پاتا ہے اور پراونشل درباری ہے۔ اس کا ایک لڑکا سلطان علی پنجاب چیف کورٹ میں کلرک ہے ۔

شاہ زمان کے ایک پوتے عبدالوہاب نے عہدۂ انسپکٹر پولیس سے پنشن لی اور اب لدھیانہ کا آنریری مجسٹریٹ اور سب رجسٹرار ہے۔

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF

CSL

اس کی سلطنت پھر قائم ہوگئی۔ مگر ۱۸۴۲ء میں سرکار انگریزی کی فوج مقیم کابل پر جو مصائب گزرے اُن کے فوراً بعد ہی بدنصیب شاہ شجاع قتل کردیا گیا اور اس کا خاندان دوست محمد خاں کے آدمیوں کا مقابلہ کرنے کی تاب نہ لاکر اپنی جائے پناہ یعنی لدھیانہ میں جو اُس وقت سے لے کر ان کا صدر مقام بنا ہوا ہے واپس آگیا +

شاہ شجاع کا بیٹا شہزادہ شاہ پور سرکار انگریزی سے اپنی وفات یعنی ۱۸۸۳ء تک ۴۸۰۰ روپیہ سالانہ بطور وظیفہ لیتا رہا اور پھر اس کا سب سے چھوٹا بھائی شہزادہ نادر خاندان کا بزرگ ہوا۔ شہزادہ نادر میونسپل کمیٹی کا پریزیڈنٹ آنریری مجسٹریٹ لدھیانہ کا سب رجسٹرار اور پراونشل درباری تھا اور ۳۶۰۰ روپیہ سالانہ پنشن پاتا تھا۔ اسکی خدمات کا جو اس نے ایام غدر میں پیش کیں گورنمنٹ نے باقاعدہ اعتراف کیا۔ ۱۸۵۷ء میں اُسے اور اُس کے بھائی شہزادہ شاہ پور کو ۴۰۰۰ ایکڑ زمین ضلع منٹگمری میں دی گئی اور ۱۸۸۳ء میں شہزادہ نادر کو سی۔ آئی۔ ای کا خطاب عطا کیا گیا۔ شہزادہ نادر کا ۱۸۹۵ء میں انتقال ہوا اور اس کی پنشن میں سے ۱۲۰۰ روپیہ سالانہ اُس کے سب سے بڑے بیٹے سردار محمد ہمدم کے نام جو ضلع گجرات میں تحصیلدار اور ڈویژنل درباری ہے رکھا گیا۔ شہزادہ نادر کے دو اور بیٹے محمد اکبر اور محمد مختار علی الترتیب الور اور اپر برہما میں سب انسپکٹر پولیس ہیں۔ شہزادہ شاہ پور کا لڑکا عالمگیر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہوگیا اور ۱۸۹۰ء میں فوت ہوا۔ عالمگیر کے تمام لڑکے سرکار کی ملازمت میں ہیں۔ پانچ تو محکمہ پولیس میں ہیں ایک نائب تحصیلدار ہے اور سب سے چھوٹا دیسی رسالے میں

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
SL

تک راجپوتانہ اور مشرقی پنجاب میں گھومنے کے بعد بہ حیثیت ایک پناہ گیر
کے پھر لدھیانہ پہنچ گیا - یہاں اس کا نابینا بھائی شاہ زماں اسے ملا جو
قریباً اسی طرح آوارہ پھرنے کے بعد سرکار انگریزی کا مہمان بن گیا تھا-
یہ واقعہ ۱۸۲۱ء کا ہے - اس کے ۱۲ سال بعد شاہ شجاع پھر اپنی مملکت
حاصل کرنے کے لئے نکلا جو اب امیر دوست محمد خاں کے قبضے میں
تھی - اس کے انگریز میزبانوں نے اس سے کہہ دیا کہ اُن کو اسکے اپنا
ملک حاصل کرنے کی کوشش میں کوئی اعتراض نہیں مگر وہ یہ وعدہ
نہیں کرتے کہ اگر وہ شکست کھا کر پھر ان کے پاس آیا تو وہ اُس کا
وظیفہ جاری رکھینگے - اس وقت اسکے پاس قریباً ۳۰۰۰ مسلح جوان
اور ۲۰۰۰۰ روپیہ تھا اور نواب بہاولپور نے اسے ایک توپ
اور کچھ اونٹ دئے تھے - اس نے اس فوج کے ساتھ سندھیوں
کو شکارپور پر شکست دی اور شہر کے لوگوں سے ۵۰۰۰۰ روپیہ بطور
مدد خرچ لیا - اس طرح سے امیر ہو کر یہ قندھار پہنچا مگر اسکے گرد و نواح
میں اتنا عرصہ رہا کہ دوست محمد خاں موقع پا کر کابل سے یہاں پہنچ گیا
اور اس کو شکست فاش دی - الغرض اپنی حفاظت کے لئے اسے
پھر ہندوستان واپس آنا پڑا اور پھر انگریزوں نے اسے لدھیانہ
میں پناہ دی - اس وقت نقد روپیہ پہلے کی نسبت ۵۰۰۰ زیادہ
تھا مگر اس کا رعب داب کچھ بھی نہیں رہا تھا - اس کے بعد بارکزئیوں
کی طاقت کو توڑنے کے لئے جو اتحاد سہ گانہ ہوا تھا وہ مہاراجہ رنجیت سنگھ
کی وفات سے جو ۱۸۳۹ء میں واقع ہوئی ٹوٹ گیا - اور اسی کے بعد
شاہ شجاع کابل واپس چلا گیا جہاں انگریزی فوج اور روپیہ کی مدد سے

یہاں رنجیت سنگھ نے سچی دوستی ظاہر کرنے کے لئے اس کے ساتھ پگڑی بدلی اور تھوڑی سی مصنوعی باتوں کے بعد شاہ شجاع کو کوہ نور ہیرا جس پر قبضہ کرنے کی مہاراجہ کو بڑی خواہش تھی دے دینے کی ترغیب دی۔ شاہ شجاع کو اب ماننا پڑا کہ مہاراجہ اس کی موجودگی کی اس واسطے خواہش کرتا ہے کہ وہ کشمیر پر چڑھائی کرے اور یہ ظاہر کرے کہ اسے شاہ شجاع کے لئے فتح کرنا چاہتا ہے۔ اس نے اپنے خاندان کی عورتوں کو رنجیت سنگھ کی لاعلمی میں لدھیانے بھیج دیا اور آپ کچھ عرصے بعد وادیٔ کشتوار کی طرف بھاگ گیا جہاں سے مقامی رئیس کی مدد لیکر کشمیر پر ایک بے فائدہ حملہ کیا۔ یہاں سے شکست کھاکر کلو کے پہاڑوں کی طرف چل دیا اور ستلج عبور کر کے ستمبر ۱۸۱۶ء میں لدھیانہ پہنچ گیا اور اپنے تمام سفر میں مہاراجہ کے ہاتھ پڑنے سے اپنے آپ کو بچاتا رہا۔ یہاں سرکار انگریزی نے ۵۰۰۰۰ روپیہ سالانہ اسکو وظیفہ عطا کیا اور ایسی عزت سے برتاؤ کیا جو اس کے رتبے کے لائق تھا مگر شاہ شجاع کی فطرت ایسی پُرامن نہ تھی کہ وہ لدھیانے میں زیادہ عرصہ نچلا بیٹھا رہتا۔ ۱۸۱۸ء میں اس نے کابل کی طرف پھر کوچ کیا اور نواب بہاولپور سے مدد حاصل کر کے ڈیرہ غازی خاں پر قبضہ کر لیا۔ اس کا بیٹا تیمور جنوب کی طرف اور آگے بڑھا اور شکارپور پر قابض ہو گیا۔ شاہ شجاع دریائے سندھ کے کنارے کنارے کوچ کرتا ہوا پشاور پہنچا جہاں ایوب خاں کے وزیر محمد عظیم خاں نے اس کا مقابلہ کیا جس میں اسے شکست کھاکر پناہ کے لئے خیبر کی طرف بھاگنا پڑا۔ خیبر سے یہ رفتہ رفتہ شکارپور کی طرف بھگایا گیا اور آخرکار کئی مہینے

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

لدھیانہ شاہ شجاع الملک بادشاہ کابل کی اولاد کا وطن ہے۔ وہ اسباب جن سے اس بدنصیب بادشاہ نے دو دفعہ کابل کا تخت حاصل کیا اور دونوں ہی دفعہ کھویا ملک ہندوستان کی تواریخ کے متعلق ہیں۔ اور یہاں صرف ان کا مختصر حال بیان کیا جاتا ہے۔ یہ یاد ہوگا کہ جب شاہ زماں ۱۷۹۹ء میں اپنے پنجاب کے دوسرے حملے میں ناکامیاب ہو کر واپس گیا تو وہاں اُس کے بھائی محمود نے اُس کو تخت سے اُتار دیا اور اس احتیاط سے کہ یہ پھر بادشاہ نہ ہو جاے اس کی آنکھیں نکال دیں مگر اس اندھے فرمانروا کا بدلہ دوسرے بھائی شجاع الملک نے لیا جو ۱۸۰۳ء میں محمود کو تخت سے اُتار کر آپ افغانستان کا بادشاہ بن گیا۔ سات سال کے بعد شاہ شجاع کی باری آئی جس کو محمود نے نکال دیا اور جسے مہاراجہ رنجیت سنگھ سے مدد مانگنی پڑی۔ مگر کوئی مدد نہیں دی گئی حالانکہ مہاراجہ نے ملتان لیتے وقت یہی کہا تھا کہ شاہ شجاع کے لئے لیا گیا ہے مگر اُس کا دلی ارادہ اپنے پاس رکھنے کا تھا اس لئے شاہ شجاع کا مدد کے لئے ہندوستان آنا رائگاں گیا۔ پشاور پر کچھ مہینے تک قبضہ رکھنے اور ملتان میں اپنی حکومت کے قائم کرنے کی بے فائدہ کوشش کرنے کے بعد شاہ شجاع ایک دن جہاندادخاں اٹک کے افغان عامل کے ہاتھ قید ہو گیا جس نے اسے کشمیر کی طرف جلاوطن کر دیا اور ایک سال سے زیادہ عرصہ وہیں رکھا۔ وہاں سے اس کو وزیر فتح خاں نے چھڑایا جو کشمیر پر افغانوں کی حکومت پھر قائم کرنے کے لئے دریاے سندھ پار ہوا تھا۔ ۱۸۱۳ء میں شاہ شجاع اسی تلاش میں لاہور آیا کہ کوئی شخص ایسا مل جاے جس کی مدد سے یہ اپنا ملک پھر فتح کرلے۔

سردار محمد ہمدم سدوزئی

شاہ شجاع الملک
(وفات ۱۸۴۲ء)

- ۱ شہزادہ تیمور شاہ
- ۲ شہزادہ شاہ پور (وفات ۱۸۸۰ء)
- ۳ شہزادہ صفدر جنگ (وفات ۱۸۹۹ء)
- ۴ شہزادہ نادر سی-آئی-ای (وفات ۱۸۹۵ء)

- ۱ شہزادہ سلطان سکندر (وفات ۱۸۸۵ء)
- ۲ شہزادہ سلطان جلال الدین (وفات ۱۸۹۲ء)
- شہزادہ عالمگیر (وفات ۱۸۹۰ء)
- ۱ حیدر جنگ (وفات ۱۹۰۰ء)
- ۲ بہادر جنگ (ولادت ۱۸۵۳ء)
- ۳ محمد رفیق (ولادت ۱۸۵۳ء)
- ۴ بابر جنگ (متوفی)
- ۵ صلابت جنگ (وفات ۱۸۶۸ء)
- ۱ سردار محمد ہمدم (ولادت ۱۸۵۹ء)
- ۲ محمد معظم (ولادت ۱۸۶۰ء)
- ۳ محمد عمر (ولادت ۱۸۶۱ء)
- ۴ محمد اکبر (ولادت ۱۸۶۴ء)
- ۵ محمد مختار (ولادت ۱۸۶۹ء)

- محمد طاہر (ولادت ۱۸۵۴ء)
- ۱ عبدالعزیز (وفات ۱۸۸۵ء)
- ۲ ضیاء الدین (ولادت ۱۸۶۶ء)
- ۳ بہاء الدین (ولادت ۱۸۶۲ء)
- ۴ زمان الدین (ولادت ۱۸۶۹ء)
- ۱ تہور جنگ (ولادت ۱۸۷۴ء)
- ۲ صولت جنگ (ولادت ۱۸۸۰ء)
- ۳ ثروت جنگ (ولادت ۱۸۸۳ء)
- ۱ فیروز جنگ (ولادت ۱۸۷۴ء)
- ۲ سالار جنگ (ولادت ۱۸۸۸ء)
- عبدالوہاب (ولادت ۱۸۸۸ء)
- ۱ عثمان (ولادت ۱۹۰۱ء)
- ۲ اسمٰعیل (ولادت ۱۹۰۱ء)
- ۳ ایوب (ولادت ۱۹۰۵ء)

- ۱ محمد نظام الدین (وفات ۱۸۹۰ء)
- ۲ سیف الرحمٰن (ولادت ۱۸۶۱ء)
- ۳ نظیر الدین (ولادت ۱۸۶۵ء)
- ۴ محمد نصیر الدین (ولادت ۱۸۶۶ء)
- ۵ محمد بہار الدین (ولادت ۱۸۶۸ء)
- ۶ محمد بہاء الدین (ولادت ۱۸۶۸ء)
- ۷ خلیل الرحمٰن (ولادت ۱۸۶۹ء)
- ۸ غلام مصطفیٰ (ولادت ۱۸۸۰ء)
- ۱ مظفر جنگ (ولادت ۱۸۶۹ء)
- ۲ فخر الدین (ولادت ۱۸۸۱ء)
- ۳ غلام مرتضیٰ (ولادت ۱۸۸۵ء)

- ۱ فیروز الدین (ولادت ۱۹۰۱ء)
- ۲ ظہیر الدین (ولادت ۱۹۰۳ء)
- ۳ افتخار الدین (ولادت ۱۹۰۵ء)
- ۱ بدر عالم (ولادت ۱۸۹۹ء)
- ۲ اظہار الدین (ولادت ۱۹۰۱ء)
- ۳ ظہیر الدین (ولادت ۱۹۰۵ء)
- ظہور الدین (ولادت ۱۸۹۹ء)
- ۱ اختر جنگ (ولادت ۱۹۰۵ء)
- ۲ اسد جان (ولادت ۱۹۰۶ء)

- ۱ محمد جہانگیر (ولادت ۱۸۶۶ء)
- ۲ سلطان علی (ولادت ۱۸۸۱ء)
- ۳ تیفور (وفات ۱۸۹۵ء)
- ۴ قیصر (ولادت ۱۸۸۶ء)
- ۵ فغفور (ولادت ۱۸۸۶ء)
- ۶ ظفر (ولادت ۱۸۸۶ء)

شہزادہ سلطان محمد ہمدم سدّوزئی رئیس لدھیانہ

Shahzada Sultan Muhammad Hamdam Saddozai of Ludhiana.

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

کے لئے روپیہ دیا۔ اس کی جاگیر کی سالانہ آمدنی ۱۹۰۵۰ روپیہ ہے اور اس کی اراضیات مواضعات روہلی۔ سوجیان۔ چھپیا۔ بوارپور اور بیر (لدھیانہ) کی سالانہ آمدنی سرکاری معاملہ ادا کرنے کے بعد ۱۶۰۰ روپیہ ہوتی ہے*

اس خاندان کی جاگیروں پر کل ۹۳۴۲ روپیہ سالانہ معاوضۂ خدمات لیا جاتا ہے*

سردار بدن سنگھ کو ۱۹۰۳ء میں سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب عطا کیا گیا۔ اس کی جاگیر کی مع اُس دو تہائی حصے کے جو اس کے چچیرے بھائی سے اسے پہنچا سالانہ آمدنی ۵۳۹۸۴ روپیہ علاوہ اُس ۸۰۰۰ روپیہ سالانہ کے ہے جو اس کی زرعی جائداد واقع مواضعات پکھوہا۔ ملودھ۔ سمال۔ بندھاری۔ برکھیرا اور رتہ لوہ ران تحصیل لدھیانہ سے آتے ہیں۔

اس کے چھوٹے بھائی سردار سندر سنگھ نے جیساکہ بیان کیا جاچکا ہے سردار اُتم سنگھ کی جاگیر اور دوسری زرعی جائداد کا ایک تہائی حصہ حاصل کیا اس لئے اس کی جائداد کی آمدنی اب ۲۲۵۶۵ روپیہ سالانہ ہے جس کے علاوہ ۸۶۶۸ روپیہ اس کی دوسری اراضیات کی آمدنی ہے۔ سردار سندر سنگھ پراونشل درباری اور ڈسٹرکٹ بورڈ کا ممبر ہے۔ اپنے بھائی کی طرح یہ بھی خیراتی کاموں میں بڑی فراخ دلی سے چندے دیتا ہے ؛

سردار حقیقت سنگھ اپنے باپ بھاگ سنگھ کا ۱۸۲۰ء میں جانشین ہوا اس کے حصے میں مواضعات چھپیا اور بیر آئے جن میں سے آخرالذکر میں اُس کی اولاد ابھی تک آباد ہے۔ ایام غدر میں اس نے اچھی خدمات کیں اور بیر میں ایک سکول کھول کر تعلیم کو ترقی دی۔ یہ سکول ابھی تک قائم ہے۔ ۱۸۷۵ء میں حقیقت سنگھ کی وفات پر اُس کا بیٹا بلونت سنگھ نابالغ تھا اس نے انبالہ وارڈز سکول میں تعلیم پائی ہے۔ یہ پراونشل درباری آنریری مجسٹریٹ اور ڈسٹرکٹ بورڈ کا ممبر ہے اور ایک زمانے میں اپنے علاقے کا سول جج بھی تھا۔ بالغ ہوکر اس نے پہلا کام یہ کیا کہ ایچیسن کالج لاہور میں ہسپتال بنانے

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

تقسیم ہوئی کہ اول الذکر نے دو تہائی اور آخر الذکر نے ایک تہائی حصہ لیا۔
سردار مہت سنگھ نے اپنے دوسرے رشتہ داروں کی طرح الحاق اور
غدر ۱۸۵۷ء دونوں مواقع پر سرکار کی امداد کی اور اس کی خدمات کا کافی
بدلہ دیا گیا۔ اس نے اپنی حین حیات میں اپنی جائداد اپنے دو بیٹوں
میں تقسیم کر دی اور بڑے یعنی سردار بدن سنگھ کو خاندان کے رواج کے
مطابق دو تہائی حصہ دیا۔ اس کا انتقال ۱۸۷۶ء میں ہوا۔ سردار بدن سنگھ
نے کوکوں کے فساد کے موقع پر باغیوں کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا
اور اپنے قلعہ کو بچایا جس پر باغیوں نے ہتھیار حاصل کرنے اور قریباً
ایک درجن متعصبین کو پکڑنے اور مار ڈالنے کے لئے حملہ کیا تھا۔ سردار
بدن سنگھ سرکار انگریزی کا مانا ہوا نمک حلال رعایا ہے اور اس کی
خدمات کا بہت سے مواقع پر صلہ دیا گیا ہے۔ سردار نے اکثر پبلک
فنڈوں اور لوگوں کی بہتری کے کاموں میں بہت سے چندے دیکر
دریادلی ظاہر کی ہے۔ اور اس طرح گزشتہ چند سالوں میں اس کے صرف
اسی قسم کے اخراجات میں ۸۰۰۰۰ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ سردار کی فیاضی
کی کئی مثالوں میں سے چند مثالیں یہ ہیں کہ اس نے ملودھ میں ایک
شفاخانہ کھولا۔ خالصہ کالج امرتسر کے لئے چندہ دیا اور اپنے ضلع کے
قحط زدگان اور کانگڑے کے زلزلے کے مصیبت زدگان کے لئے چندے
دئے۔ سردار بدن سنگھ ملودھ کا آنریری مجسٹریٹ اور سب رجسٹرار رہے
اور ڈسٹرکٹ بورڈ کا ممبر ہے مگر فوجداری اور دیوانی اختیارات جنہیں
پہلے وہ استعمال کرتا تھا اب اس کے بیٹے دل سنگھ کو مل گئے ہیں
جو آنریری مجسٹریٹ درجہ اول اور منصف درجہ دوم مقرر کیا گیا ہے۔

نے خاندان کے مقررہ رواج کے مطابق جائداد کا دوتہائی حصہ لیا۔ اُس کے حصے میں مواضعات رام گڑھ اور شینا شامل تھے۔ سردار ربت سنگھ کے حصے میں ملودہ اور دھپالی آئے۔ یہ دونوں بھائی مُدکی اور فیروز شاہ پر انگریزی فوج کے ساتھ شامل تھے اور انہوں نے باربرداری اور رسد رسانی سے سرکار کی امداد کی۔ سنہ ۱۸۴۶ء میں جبکہ این روے ستلج کے سکھ علاقہ جات سرکاری علاقے کے ساتھ شامل کئے گئے تو وہاں امن و امان قائم کرنے کے لئے سردار فتح سنگھ کی خدمات دوسری مرتبہ لی گئیں۔ سردار فتح سنگھ سنہ ۱۸۵۱ء میں فوت ہوا۔ اس کا نابالغ بیٹا اُتم سنگھ سنہ ۱۸۵۲ء میں اپنے بھائی حضورا سنگھ کی وفات پر ساری جائداد کا وارث بنا۔ اُتم سنگھ نے ایام غدر میں روپیہ اور آدمیوں سے سرکار انگریزی کی امداد کرکے نمایاں نمک حلالی ظاہر کی جس کے معاوضے میں مواضعات کے مالیہ کا چھٹا حصہ جو یہ سرکار کو دیا کرتا تھا مستقل طور پر معاف کردیا گیا۔ اور سنہ ۱۸۶۱ء میں یعنی اس کے بالغ ہونے کے تھوڑی دیر بعد اس کو جاگیردار مجسٹریٹ بنادیا گیا۔ گزشتہ جنگ افغانستان میں اس نے بڑے جوش کے ساتھ اپنی خدمات پیش کیں مگر اُس وقت ان کی ضرورت نہ تھی۔ یہ پراونشل درباری تھا اور اپنے خاندان کے دوسرے تین درباریوں سے اس کی جگہ اُوپر تھی اس کی جاگیر کی آمدنی ۴۳۱۳۶ روپیہ سالانہ تھی۔ یہ موضع رام گڑھ ضلع لدھیانہ میں رہا کرتا تھا اور سنہ ۱۸۹۵ء میں فوت ہوا اس کی جگہ خاندان کا سرکردہ اور سب سے پہلا پراونشل درباری اس کا چچا سردار ہِت سنگھ کا لڑکا سردار بدن سنگھ سی۔ ایس۔ آئی ہوا مگر اس کی جاگیر سردار بدن سنگھ اور اُس کے بھائی شُندر سنگھ میں اس طرح

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

یہ خاندان دعوے کرتا ہے کہ اس کا مورث اعلےٰ ایک راجپوت جیسلجی نامی (شہر جیسلمیر کا بانی) تھا - یہ جیسلجی بارھویں صدی کے آخر زمانے کے قریب اپنی ریاست سے نکالا گیا اور حصار میں آکر آباد ہو گیا - اس کا لڑکا ہال سنگھ سرسہ اور بھٹنڈا کے علاقوں کا عامل مقرر کیا گیا - ہال کے پڑپوتے کے بیٹے کھیوا نے ایک جاٹ عورت کے ساتھ دوسری شادی کی جس کے بطن سے سدھو پیدا ہوا جو پنجاب کے سکھوں کی بڑی مقتدر قوموں میں سے ایک قوم کا مورث اعلےٰ ہوا ہے - سرداران ملودھ کی ابتدائی تاریخ کے مفصل بیان کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ سر لیپل گرفن صاحب بہادر کی تذکرہ بالا کتاب میں اس کا پورا ذکر آچکا ہے صرف یہ بیان کرنا کافی ہے کہ آلا سنگھ یعنی راجگان پٹیالہ کے مورث اعلےٰ کا بھائی مسمی بخت مل اس خاندان کا قریبی بزرگ یا مورث ہے ۔

ملودھ کا علاقہ بخت مل یا بخت کے بیٹے سردار مان سنگھ نے ۱۷۸۵ء میں افغانان مالیر کوٹلہ سے لے لیا - ۱۷۹۸ء میں اس کی وفات پر یہ علاقہ اس کے دو بیٹوں میں تقسیم ہو گیا - دلیل سنگھ نے جو بڑا بیٹا تھا دو تہائی حصہ لیا جس میں مواضعات ملودھ اور شینا شامل تھے - ان دونوں مواضعات کے ساتھ اس نے مواضعات خیالی اور ساہور ۱۸۰۸ء میں رئیس رائے کوٹ سے چھین کر بڑھا لئے - اس نے ۱۸۱۵ء میں سرکار انگریزی کے حکام کو جنگ گورکھا میں امداد دی اور اور ایسے کام کئے جن سے یہ ظاہر ہوا کہ اس کی مرضی سرکار انگریزی سے جس کی حکومت لوگ ماننے لگ گئے تھے دوستی رکھنے کی ہے - سردار دلیل سنگھ ۱۸۲۴ء میں فوت ہو گیا - اس کے فرزند اکبر فتح سنگھ

سردار بدن سنگھ سی آئی ای رئیس ملودھ

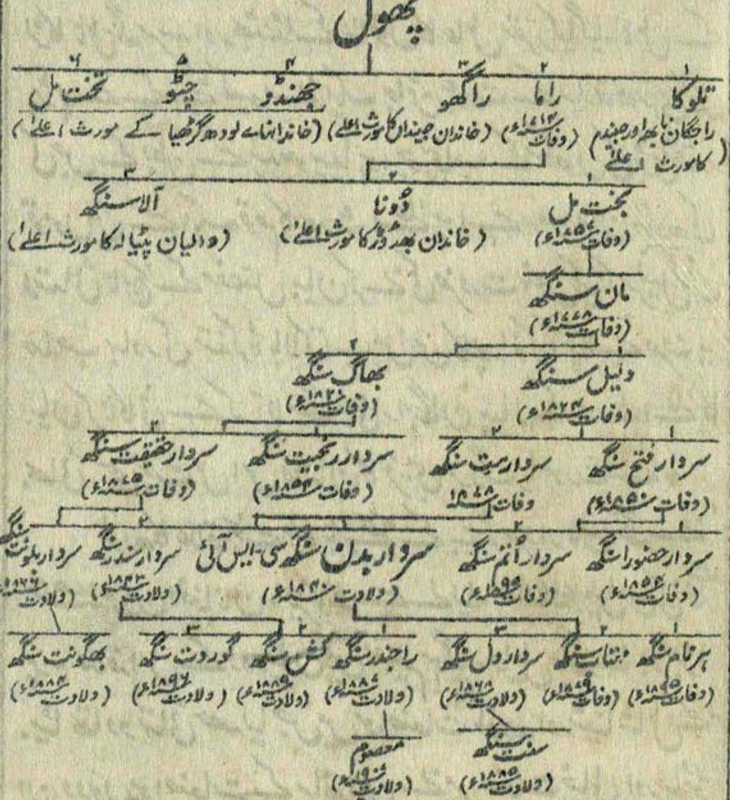

خاندان ملودھ کی تاریخ گرفن صاحب بہادر کی کتاب "راجگان پنجاب" کے صفحات ۲۷۳ لغایت ۲۷۵ پر دی ہوئی ہے - سردار بدن سنگھ مشہور و معروف پھول سے چھٹی پشت پر ہے جس کی نسل سے فرمانروایان پٹیالہ - جیند - نابھہ اور رئیسان بدھوڑ - ملودھ - بدرکھان اور چھوٹے چھوٹے سرداران جیندان - لودھ گڑھ - دیال پور - رام پور اور کوٹ دینا ہیں

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

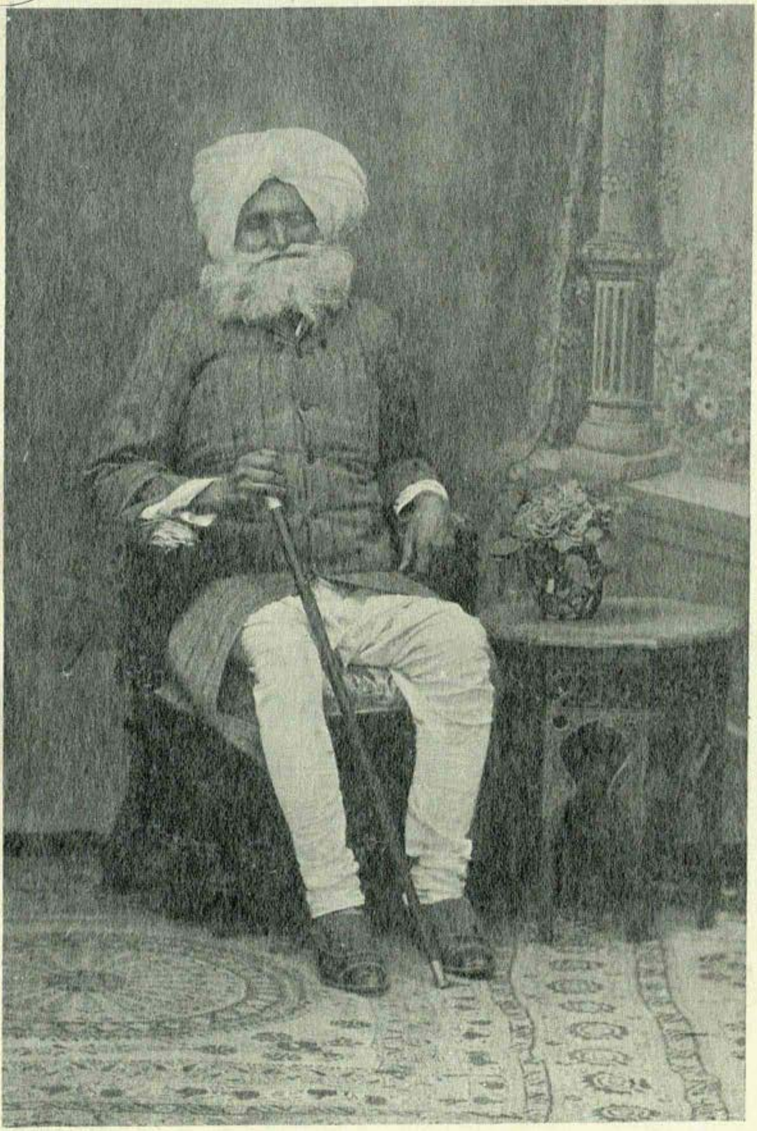

سردار سندر سنگھ ملودھ رئیس پکھوکی

Sardar Sundar Singh Malaudh of Pakhoki.

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA
CSL

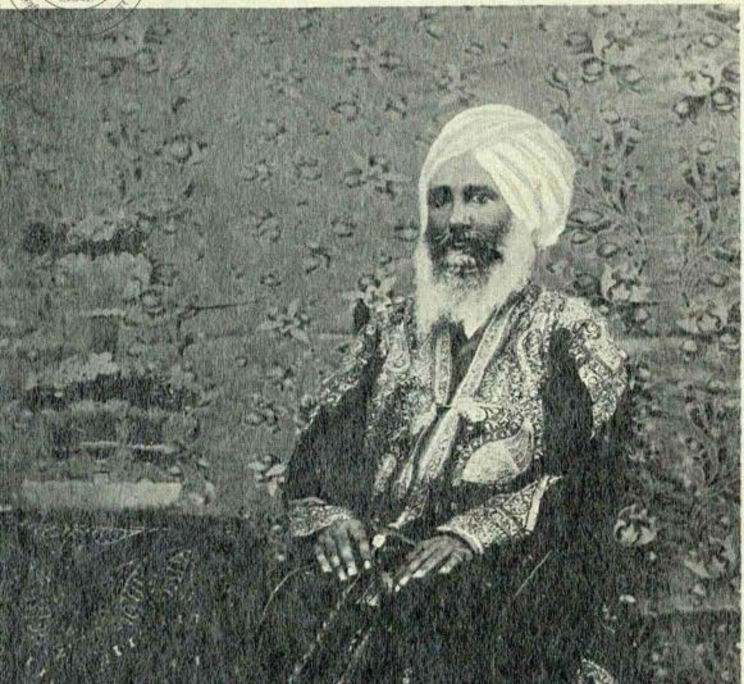

سردار دل سنگھ رئیس ملودھ

Sardar Dal Singh of Malaudh.

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

سردار بدن سنگھ سی ایس آئی رئیس اعظم ملودھ

Sardar Badan Singh, C.S.I., Chief of Malaudh.

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

ترقیات کا ہمیشہ بہت خیال رہتا تھا۔ مزید برآں وہ اعلےٰ درجے کا صاحب تصنیف تھا اور اس نے فارسی اور گورمکھی میں بہت سی نظمیں اور چھوٹی چھوٹی کتابیں لکھی ہیں۔ سنہ ۱۸۷۰ء میں اُسے پنجاب یونیورسٹی کالج کی سینٹ کا ممبر منتخب کیا گیا اور تعلیم کا بڑا حوصلہ مند حامی ہونے کی وجہ سے اسے ملاذ العلماء و الفضلاء کا خطاب عطا کیا گیا۔ سنہ ۱۸۸۰ء میں اسے سی آئی ای اور سنہ ۱۸۸۷ء میں کے سی آئی ای کے خطابات ملے۔ اسکے وفادارانہ برتاؤ اور مشرقی تعلیم کی ترقی کے بارے میں بیش بہا خدمات کرنے کے عوض حضور ملکہ معظمہ آنجہانی کی جوبلی کے موقع پر سنہ ۱۸۸۷ء میں اسے مہامہوپدھیایہ کا نو ایجاد خطاب عطا کیا گیا۔

عطر سنگھ سنہ ۱۸۹۶ء میں دو لڑکے بھگونت سنگھ اور بلونت سنگھ چھوڑ کر فوت ہوا جن میں سے اوّل الذکر اب خاندان کا بزرگ تسلیم کیا گیا ہے۔ مرحوم کی جائداد دونوں بھائیوں میں بحصہ مساوی تقسیم ہوئی البتہ بھگونت سنگھ کو کل جائداد کا بارھواں حصہ سرداری میں اپنے بھائی سے زیادہ ملا جس کی وجہ سے اس کی آمدنی ۲۰۸۵۸ روپیہ ہے اور بلونت سنگھ کی ۱۷۶۲۰ روپیہ۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں بلونت سنگھ کا انتقال ہوگیا اور اب اس کی جاگیر اس کے دو فرزندوں گوردیال سنگھ اور پرتاب سنگھ کے قبضے میں برابر برابر حصوں میں ہے۔ سردار بھگونت سنگھ پراونشل درباری ہے۔